شرح چندہ
سالانہ ۸،۰۰
ششماہی ۴،۰۰
ممالک غیر ۱۵،۰۰
فی پرچہ ۲۰ پیسے

بدر قادیان

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر
نائب ایڈیٹر

۱۱ ذیقعد ۱۳۸۸ھ — ۳۰ صلح ۱۳۴۸ ہش — ۳۰ جنوری ۱۹۶۹ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۷ صلح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ مورخہ ۲۰ صلح سے حضور کو فلو کی شکایت ہوگئی۔ مورخہ ۲۳ صلح کی [illegible] کے مطابق ابھی فلو کا اثر باقی ہے۔ احباب جماعت پوری توجہ اور التزام کے ساتھ حضور انور کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

قادیان ۲۷ صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۷ صلح۔ گزشتہ جمعہ کے روز کلکتہ سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی تھی کہ محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی شدید طور پر علیل ہیں۔ دو روز بعد طبیعت رو بصحت ہونے کی اطلاع ملی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم سیٹھ صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان میں جماعت احمدیہ کے سترویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر

احمدی خواتین کے ایک روزہ اجلاس کی تفصیلی رپورٹ

الحمد للہ کہ ہمارا سترواں سالانہ جلسہ مورخہ ۷ صلح (جنوری) ۱۳۴۸ ہش کو نہایت ہی رُوح پرور ماحول میں شروع ہوکر اپنی سابقہ روایات کی طرح انتہائی کامیابی و کامرانی کے ساتھ بخیر و خوبی انجام پذیر ہُوا۔ اور اس طرح بھارت کی احمدی خواتین کو ایک مرتبہ پھر مرکزِ احمدیت قادیان میں جمع ہوکر اس رُوحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہونے کا موقعہ میسّر آیا۔

ہمارے اس جلسہ کی صدارت مکرمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبد الحی صاحب مرحوم آف یادگیر نے کی۔ کارروائی کا آغاز ٹھیک سوا گیارہ بجے دن زنانہ جلسہ گاہ میں ہُوا۔ عزیزہ محمودہ بیگم نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور اس کے بعد عزیزہ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سُنائی۔ ازاں بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہُوا۔

سب سے پہلے مکرمہ محبوب بی ظفر مند صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور نے "نداۓ ایمان" کے عنوان سے تقریر کی۔ موصوفہ نے قرآنی دلائل اور احادیث کی روشنی میں اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مذہب کا وہ پاک پھل ہے جو اسلام کے شجر کو لگا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغی مساعی اور حقیقی ایمان کو دُنیا میں قائم کرنے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ مخالفین اسلام نے آپؑ کے راستوں میں ہر طرح سے روڑے اٹکائے۔ شدید طور پر آپؑ کی مخالفت ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کی اس آواز کو بلند کرنے میں آپؑ کو کامیابی دی اور اس طرح ایک ایسی جماعت آپؑ کو عطا کی۔ جو ساری دُنیا میں اس وقت تبلیغ اِسلام بجا لاکر آپؑ کا پیغام مخلوقِ خدا کو پہنچا رہی ہے۔

آپ کے بعد مکرمہ سہیلہ محبوب صاحبہ نے "اِسلام میں عورت کا مقام" کے عنوان سے تقریر کی۔ اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مختلف ممالک اور متفرق اقوام میں عورت کی گری ہوئی حالت کو مختصراً بیان کرتے ہوئے بتایا کہ عورت کے تمام حقوق کو تہ وبالا کرکے رکھ دیا گیا تھا۔ تمام مذاہب کی تعلیم کا اسلام سے موازنہ کرکے اور عورت کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے موصوفہ نے بتایا کہ اِسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے مرد کے بالمقابل عورت کو اس کے تمام حقوق دلوائے اور ماں۔ بیوی۔ بہن اور بیٹی غرض ہر حیثیت سے عورت کے حقوق کو محفوظ کرتے ہوئے اُسے اپنے دائرۂ عمل میں ہر قسم کی علمی و تربیتی ترقی حاصل کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ اسلام کی تعلیم اور اس میں عورت کے اس عالی مقام ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ایک احمدی عورت رُوحانی و جسمانی۔ علمی و ادبی۔ ایثار و قربانی کی ترقی کی دوڑ میں مرد سے کسی طرح پیچھے یا کم نہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ کئی جگہ عورتوں نے خود اپنے چندوں سے مساجد تعمیر کی ہیں جہاں سے پانچوں وقت توحید کی صدا بلند ہوتی ہے۔

ازاں بعد عزیزہ محمودہ بیگم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل شعر ؎

مَیں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
مَیں ہوں وہ نُورِ خدا جس سے ہُوا دن آشکار

پر تقریر کی۔ اور احادیث اور اقوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور گزشتہ پیشگوئیوں سے مختصر طور پر آپؑ کی صداقت کو ثابت کیا۔

اس کے بعد مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مقامی قادیان نے زیرِ عنوان

"تمام سماجی برائیوں کا حل اِسلام میں ہے"

تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں چیدہ چیدہ سماجی برائیوں مثلاً جھوٹ۔ غیبت۔ بدنظری رشوت خوری۔ تجارت کے معاملہ میں تول میں کمی بیشی کرنا اور سُود وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ معاشرے کو امن والا بنانے کے لئے اِسلام نے اِن تمام برائیوں کا حل ہمارے سامنے فطرتِ صحیحہ کے مطابق پیش کیا ہے۔ اِن برائیوں کے انسداد کے لئے اِسلام کی پیش کردہ تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے موصوفہ نے بتایا کہ یہ ایک ایسی اعلیٰ تعلیم ہے جو کسی مذہب نے پیش نہیں کی۔ اور اس کے ذریعہ ہی اب دُنیا میں امن و امان قائم ہوسکتا ہے۔

آپ کے بعد مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے

"تربیتِ اولاد"

کے موضوع پر تقریر کی۔ موصوفہ نے اپنی تقریر میں اولاد کی تربیت کے متعلق اسلام کی پیش کردہ تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جس طرح بچّے کی جسمانی صحت کیلئے اچھی غذا کی ضرورت ہے اسی طرح اس کی رُوحانی صحت کے لئے بہترین تربیت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ تربیت کے اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اعلیٰ تربیت کے لئے احمدی والدین خصوصاً احمدی ماؤں کو اپنا اعلیٰ نمونہ بچّوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اور خود اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر بچّوں کے لئے نیک اور عملی نمونہ پیش کرنا ضروری ہے۔ گذشتہ اقوام اور صحابہؓ کی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے موصوفہ نے بتایا کہ ہر قوم کی بقا اور اس کی ترقی کا انحصار بچّوں کی اعلیٰ تربیت پر رہا ہے۔

اس کے بعد عزیزہ عائشہ سُلطانہ نے خوش الحانی سے نظم پڑھی جس کے بعد خاکسارہ نے

"انسانِ کامل رحمۃ للعالمین"

کے عنوان پر تقریر کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا جو آپؐ نے مختلف طبقات پر کئے۔ واقعات کی روشنی میں تفصیل سے ذکر کیا۔ اور بتایا کہ آپؐ ہی وہ انسانِ کامل اور رحمۃ للعالمین ہیں جس نے جہالت کو دُنیا سے دُور کیا۔ اور تاریکی کو مٹا کر چاروں طرف نُور پھیلایا۔ آپؐ نے عرب کے وحشیوں کو با اخلاق انسان اور با اخلاق انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا۔ اور ہر ایک کے حقوق کو محفوظ کیا۔

خاکسارہ نذیرہ بیگم کے بعد عزیزہ ظہیرہ بدر بقاپوری نے "سیرت اُم المومنین حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور واقعات کی روشنی میں حضرت اُم المومنین کے اخلاقِ فاضلہ اور حسنِ سلوک کا تذکرہ بہنوں کے سامنے کیا۔

اِس کے بعد عزیزہ امۃ الحبیب نے "خلافت کی برکات" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور اس [illegible] وابستگی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی برکات کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ [illegible] کی راہیں اب خلافت کے ساتھ ہی وابستہ ہیں۔

عزیزہ نجمی خالدہ آف شاہجہانپور نے [illegible] اِس پروگرام میں حصہ لیا۔ اور

"جماعتِ احمدیہ کا تعارف"

کے عنوان پر دلکش پیرایہ میں تقریر کی [illegible] پر بہت اچھا اثر ڈالا۔ عزیزہ [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور [illegible] پر غیر احمدی علماء کی طرف سے [illegible] کا تفصیلی ذکر کیا۔ اور [illegible] السلام کی تحریرات اور [illegible]

(باقی دیکھئے صفحہ [illegible])

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰ صلح ۱۳۴۸ ہش

عالمِ اسلام پر عذاب کی صُورت؟

اِسی اشاعت میں دُوسری جگہ ہفتہ وار شہاب لاہور اور المنبر لائلپور کے دو اقتباس نقل کئے گئے ہیں۔ اور آج کے مقالہ کا عنوان انہی سے لیا گیا ہے۔ اس موضوع پر اس وقت ہم بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں

شاید کہ کسی دل میں اُتر جائے مری بات

مُدیر شہاب نے اس نوٹ کے آغاز میں تحریر فرمایا ہے :-

"عالمِ اسلام کے گزشتہ دو ڈھائی صد سالہ ابتلاء میں آزمائش کے بہت سے سخت اور نقصان دہ دور آئے ہیں۔ ان کی وجہ سے عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ غیر کی غلامی میں بھی چلا گیا ____ لیکن اسرائیل کی شکل میں جس آزمائش سے اس دنیا کو دوچار ہونا پڑا ہے وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عذاب ہے۔ اور اس سے نصرتِ ایزدی کے بغیر عہدہ برآ ہونا خاصا مشکل کام ہے۔"

فاضل مدیر کے اس بیان سے حسبِ ذیل تین باتیں بطور نتیجہ مستنبط ہوتی ہیں :-

(۱) ____ عالمِ اسلام کے ایک حصّہ پر اس وقت عذاب کی صورت ہے۔

(۲) ____ یہ عذاب کی صورت اسرائیل کے غلبہ کے سبب پیدا ہوئی۔

(۳) ____ تیسرے یہ کہ نصرتِ ایزدی کے ساتھ ہی عالمِ اسلام پر عذاب کی یہ صورت دُور ہو سکتی ہے۔

یہ تینوں نتائج کوئی معمولی نہیں۔ ان میں سے ہر نتیجہ اپنے ساتھ واضح بیرونی شواہد اور ناقابلِ تردید پختہ ثبوت رکھتا ہے۔ پھر اپنی ہولناکی اور اہمیت کے اعتبار سے تینوں نتائج اس قابل ہیں کہ عالمِ اسلام سارے کا سارا اُن پر کان دھرے اور ان کے مقتضیات پر سنجیدگی سے غور کرے۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے، اِس بارے میں اوّلین سوال تو یہی سامنے آتا ہے کہ قرآن کریم میں اُمتِ مسلمہ کو خیرِ اُمّۃ کہا گیا ہے۔ خیر اُمت کیلئے عذاب کا تصوّر بظاہر کچھ میل نہیں کھاتا۔ مگر دوسری طرف عالمِ اسلام پر "عذاب" کی بات کہنے والا بھی کوئی معمولی نہیں۔ ایک اچھے خاصے عالمِ دین کی قلم سے نکلا ہُوا نوٹ نہ تو بلاتحقیق کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی بے حقیقت ہو سکتا ہے۔ بالخصوص جب اس کے ساتھ ہم ایک دُوسرے اخبار المنبر کا شذرہ مطالعہ کرتے ہیں تو حقیقتُ الامر اور زیادہ واضح صُورت میں سامنے آجاتی ہے۔ یعنی اُمّتِ مسلمہ کا اپنے اصل مقام اور مرتبہ خیر اُمّۃ کو چھوڑ کر شتر اور بگاڑ کی طرف مائل ہوجانا اور غیر پسندیدہ اعمال سے اپنے تئیں شرّ اُمّۃ بنالینا حقیقت یہ ہے کہ خدا کو کسی مخصوص قوم یا افراد سے پیار نہیں۔ خدا تعالیٰ نیکی کو محبوب رکھتا ہے اور نیک کا معین و مددگار ہے۔ جو بد اطوار بن گیا اُس نے اپنے تئیں خدا کے غضب کا مورد بنالیا (لَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى (طٰہٰ آیت ۸۲) خدائی عہد کے سامنے سرتابی نہ کرو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔ اور یاد رکھو جس پر میرا غضب نازل ہوتا ہے، اس کی تباہی یقینی ہے۔ (العیاذ باللہ)

فاضل مدیر شہاب کے نوٹ سے جو دُوسرا نتیجہ مستنبط ہُوا وہ یہ تھا کہ

"(۲) اسرائیل کا غلبہ عالم اسلام کے لئے عذاب کی صورت بن رہا ہے ____"

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کا بغور مطالعہ واضح طور پر ہمیں اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ یہ ... ہی ہو ... ہیں جن کا پورا ہونا ضرور تھا۔ آپ سورت بنی اسرائیل کا پہلا رکوع نکال کر ذرا تدبّر سے پڑھئے اس میں تورات کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بگڑنے اور شرّ و فساد میں مبتلا ہو جانے کے باعث انہیں دو مختلف وقتوں میں دو تباہیوں کا شکار بن جانے سے ڈرایا گیا تھا۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے اور قرآن کریم نے اس کی تصدیق کی ہے کہ بنی اسرائیل پر یہ تباہیاں آئیں اور خدا کی تنبیہ پوری ہوئیں۔ پہلی تباہی بابلیوں کے ذریعہ ۵۸۸ قبل مسیح آئی جس کا ذکر سورت بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶ میں موجود ہے۔ دُوسری تباہی کا ذکر آیت نمبر ۸ میں ہے اور یہ تباہی حضرت مسیح کے واقعہ صلیب کے ۷۰ سال بعد ٹائیٹس رومی کے ذریعہ آئی۔

پہلی تباہی کے بعد تقدیر الٰہی یہود کو بیت المقدس میں لے آئی (جیسا کہ سورت بنی اسرائیل آیت نمبر ۷ میں مذکور ہے) لیکن دُوسری تباہی کے نتیجہ میں یہود ایسے منتشر ہوئے کہ دُور دراز ملکوں کی طرف دھکیل دیئے گئے۔ بائبل تو بنی اسرائیل کی دُوسری تباہی کے بیان کے بعد قطعی خاموش ہے۔ مگر قرآن کریم بائبل کی بیان کردہ بات کے علاوہ بھی بہت سی مزید باتوں پر روشنی ڈالتا اور آئندہ رونما ہونے والے عظیم واقعات سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ (اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایسے واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے وقت عملی طور پر بائیبل کا زمانہ بیت جانا تھا اور قرآن کریم کا زمانہ شروع ہوجانا تھا ___ !!)

سورت بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں بنی اسرائیل کی مقدر دو تباہیوں کے یکجائی ذکر ہو جانے کے بعد کافی آگے چل کر بارہویں رکوع کی آیت نمبر ۱۰۵ کے ذریعہ ایک اور بیان ان الفاظ میں ہمارے سامنے آتا ہے :-

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا - (فرعون کے غرق ہوجانے کے بعد) بنی اسرائیل کو ہم نے کہہ دیا کہ تم اس موعود ملک میں جاکر رہو۔ پھر جب دُوسری بار عذاب کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کرکے وہاں لے آئیں گے۔

غور کا مقام ہے کہ تورات اور (بعد تصدیق) قرآن کریم کے بیان کے مطابق بنی اسرائیل پر جو دو تباہیاں آنی مقدر تھیں وہ تو آچکیں اور اُن کا بیان سورت کے پہلے رکوع میں ہوچکا اب آیت نمبر ۱۰۵ میں یہ اذا جاءَ وعد الآخرۃ کونسا وعدہ ہے کہ قرآنی الفاظ اس کے ظہور کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟

یہی نقطہ مرکزی ہے جس پر عالمِ اسلام کو پُوری توجہ سے غور کرنا چاہیئے۔ یہی وہ مقام ہے جو "عالمِ اسلام پر عذاب کی صُورت" وارد کرنے اور پھر اس صورتِ حال سے عالمِ اسلام کو مخلصی دلانے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

قرآن کریم کو غور و فکر سے پڑھنے والا ہر زیرک انسان اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ قرآن کریم میں جو بنی اسرائیل کی دو تباہیوں کا ذکر آیا ہے وہ محض قصہ کہانی کے طور پر نہیں بلکہ اس کی تہہ میں اُمتِ محمّدیہ کے لئے بھی کوئی اہم تنبیہ موجود ہے۔ اس تنبیہ میں جو آیت نمبر ۱۰۵ میں بطور اشارہ موجود ہے یہ بتایا گیا ہے کہ امتِ محمّدیہ کو اُمتِ موسویہ کا مثیل ہونے کے اعتبار سے اسی طرح کی تباہیوں سے دوچار ہونا ہے۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں پر پہلے نمبر کی تباہی یا "عذاب کی صُورت" خلافتِ عباسیّہ کے خاتمہ پر آئی جب ایک ایسی وحشی قوم نے بغداد پر حملہ کیا جو انتہا وحشت اور بربریّت

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

تم زندوں کی صحبت تلاش کرو

ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"...... خدا تعالیٰ نے جو صراطِ مستقیم مقرر فرمایا ہے وہ زندوں کی راہ ہے۔ مُردوں کی راہ نہیں۔ پس جو چاہتا ہے کہ خُدا کو پائے اور حیّ و قیوّم خدا کو ملے تو وہ زندوں کو تلاش کرے۔ کیونکہ ہمارا خدا زندہ ہے نہ مُردہ۔ جن کا خدا مردہ، جن کی کتاب مُردہ، وہ مُردوں سے برکت چاہیں تو کیا تعجب ہے؟ لیکن اگر سچا مسلمان جس کا خدا زندہ خدا، جس کا نبی زندہ نبی، جس کی کتاب زندہ کتاب ہے اور جس دِین میں ہمیشہ زندوں کا سلسلہ جاری ہو۔ اور ہر زمانہ میں ایک زندہ اِنسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنے والا آتا ہو، وہ اگر اس زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیوں اور قبروں کی تلاش میں سرگرداں ہو تو البتہ تعجب اور حیرت کی بات ہے !!!

پس تم کو چاہیئے کہ تم زندوں کی صحبت تلاش کرو اور بار بار اس کے پاس آکر بیٹھو۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ میں تاثیر نہیں ہوتی۔ سنّت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوئی۔ جو سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوگا اس میں بھی تدریجی ترقی کا قانون کام کرتا ہوگا۔ پس چاہیئے کہ صحابہ کی طرح اپنے کار و بار چھوڑ کر یہاں آکر بار بار اور عرصہ تک صُحبت میں رہو تا کہ تم دیکھو جو صحابہؓ نے دیکھا۔ اور وہ پاؤ جو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پایا۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۰)

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک میں ہمیں یہ موقعہ عطا کیا جاتا ہے کہ ہم اپنے نفس جذبات اور خواہشات کو خدا کی راہ میں قربان کر کے نیکی کی عادات اپنا لیں

ایسا کرنے کے نتیجہ میں پہلے اسرار روحانی کو سمجھنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے اور بالآخر اللہ تعالیٰ خود ہمارا معلم بن جاتا ہے

قرآن کریم کی ایک آیت کی پُر معارف تفسیر

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶ فتح دسمبر ۱۳۴۷ ہش بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل قرآنی آیت کی تلاوت فرمائی

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (بقرہ آیت ۱۸۶)

اس کے بعد فرمایا :-

گزشتہ منگل اور بدھ کی درمیانی رات اپنی ہی غلطی کی وجہ سے پھر ان مسلز Muscles کو سردی لگ گئی جن میں پہلے تکلیف تھی۔ بے احتیاطی سے دیر تک کام کرتا رہا اور یہ خیال نہ رکھا کہ جسم کو گرم رکھوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدھ کی صبح کو میرے لئے بستر سے اٹھنا بھی مشکل ہو گیا

شدید درد شروع ہو گئی

پھر جسم کو گرم رکھا۔ دوائیں کھائیں تو اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ گو دواؤں کی وجہ سے ابھی ضعف باقی ہے لیکن میری یہ خواہش تھی کہ میں دوستوں کے سامنے ایک مختصر سا خطبہ اسی مضمون کے تسلسل میں دوں جو میں نے شروع کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نماز جمعہ کے لئے آ گیا ہوں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ صحت کاملہ عطا کرے اور ہمیشہ ہی ساری ہی ذمہ داریوں کو نباہنے کی کما حقہا توفیق عطا کرے۔ انسان تو عاجز بندہ ہے۔

میں نے بتایا تھا کہ رمضان کے مہینہ میں ہمیں اللہ تعالےٰ نے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ

ہم قرآن کریم کی تین اصولی برکات

سے مستفید ہونے کی انتہائی کوشش کریں۔ ایک تو احکام شریعت سامنے لائیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہدایت کی ان راہوں پر چلنے کی اپنی طرف سے ہمیں توفیق عطا کرے۔ کہ اس کی توفیق کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے متعلق مختصراً میں نے گزشتہ جمعہ کچھ بیان کیا تھا۔

آج میں بَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی دوسری برکت جس کا ذکر اس نے اس آیت میں کیا ہے یہ بیان کی ہے کہ قرآن کریم صرف ہدایت کی راہ ہی نہیں بتاتا بلکہ حکمت بھی بتاتا ہے۔ اور دلائل بھی دیتا ہے۔ اور ان ہدایت کی راہوں سے جو چیزیں یا ماحول کے جو داؤ دور لے جانے والے ہیں۔ ان پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ اور ہمیں ان غلط راہوں کے فساد پر آگاہ کرتا ہے۔ اور جو نیکیاں ہیں ان کو بھی بیان کرتا ہے۔ اصولاً تو وہ ایک ہی ہیں۔ لیکن حالات اور زمانہ کے لحاظ سے عمل صالح بھی بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً جس وقت منکر اسلام نے تلوار سے اسلام کو مٹانا چاہا اس وقت ایک مسلمان کی ذمہ داریاں کچھ اور تھیں۔ اور جب اس میں ناکام ہو کر ہر قسم کے دجل کے حربوں کو اسلام کے خلاف استعمال کیا گیا تو اس وقت ایک مسلمان کی ذمہ داریاں پہلی ذمہ داریوں سے مختلف ہو گئیں۔ گو اصولی طور پر ان کی ایک ہی ذمہ داری رہی کہ اپنا سب کچھ قربان کر کے اسلام کا دفاع اور اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ اور یہ اصولی ذمہ داری ہے۔ لیکن ایک زمانہ میں اس اصولی ذمہ داری کی کچھ اور شکل تھی اور دوسرے زمانہ میں اس اصولی ذمہ داری کی شکل کچھ اور بن گئی۔ غرض قرآن کریم نے اپنے احکام کی حکمت اور دلائل بیان کئے ہیں۔ قرآن کریم کے اسی فقرہ یا اسی حصۂ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اور اس کے معنی بیان کرتے ہوئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

کہ قرآن کریم جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر ایک اصول کی حقیقت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے۔ جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقاید اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے

پھر اسی تسلسل میں آگے جا کر اصولی طور پر آپ نے بیان کیا

”بینائی دل اور بصیرت قلبی کیلئے آکھا آفتاب چشم افروز ہے اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے“

(براہین احمدیہ صفحہ ۹۲)

اور اس آیت کے ایک معنی یہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان بیان کئے ہیں کہ قرآن کریم ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے احکام کی حکمتیں اور اس زمانہ کے فساد کو دور کرنے کے لئے جن دلائل کی ضرورت ہے وہ اپنے اندر رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے لوگ کھڑے کئے جاتے ہیں جنہیں یہ دلائل سکھائے جاتے ہیں۔ پس اس برکت سے حصہ لینے کے لئے انتہائی جہاد تزکیۂ نفس کے حصول کے لئے ہو۔

نہایت متضرعانہ دعائیں

اس مجاہدہ کی قبولیت کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جب تک اللہ تعالےٰ فضل نہ کرے کوئی شخص اپنی طاقت یا زور یا علم یا فراست یا عقل سے خدا کی نگاہ میں اپنے آپ کو پاک اور مطہر نہیں بنا سکتا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ جن لوگوں پر اللہ تعالےٰ فضل کرتا ہے اور جو اس کے فضل سے طہارت اور تزکیہ کے نہایت ہی اعلےٰ مقام کو حاصل کر لیتے ہیں اور ان پر قرآنی انوار اور قرآنی اسرار اور قرآنی معارف کے دروازے کچھ اس طرح کھولے جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ایک خارق عادت حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ میں حضور کا ایک اقتباس اس وقت پڑھوں گا۔ لیکن اس کے پڑھنے سے قبل میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے خود اس مضمون کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا

ترکِ رضائے خویش

اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

(سورۃ الانعام آیت ۱۰۶)

یعنی ہم نے قرآن کریم کی آیتوں کو کئی طرح پھیر پھیر کے دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ ایک نُصَرِّفُ الْآيَاتِ تو اس طرح ہے کہ مختلف طبائع کو اپیل کرنے والی جو باتیں تھیں وہ مختلف طبائع کے لحاظ سے قرآن کریم نے بیان کر دیں تا کہ کوئی طبیعت خدا کے حضور یہ نہ کہے کہ میری فطرت کو تو تُو نے ایسا پیدا کیا تھا لیکن اس کے مطابق مجھے دلیل نہیں دی گئی۔ اور ایک یہ ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سے نئے سے نئے دلائل اور نئے سے نئے حجج اور براہین لوگوں کو بتاتا رہتا ہے اور جن کو وہ یہ دلائل اور براہین سکھاتا ہے انہیں آنحضرت صلعم کے طفیل ظلی طور پر معلم بنا دیتا ہے اور اس معلم کا کام یہ ہے کہ دَرَسْتَ تو لوگوں کو سکھلا دے۔ ان کے سامنے بیان کر دے لیکن صرف یہ درس کافی نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ اس کے علاوہ ایک اور سلسلہ ہم نے یہ جاری کیا ہے کہ

ایسے علماء ربانی پیدا ہوتے رہتے ہیں

جو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے معمور اور اس کے تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر قائم ہوتے ہیں اور لِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ اللہ تعالیٰ ایسے علماء کی جماعت کے لئے قرآنی آیات کو کھول کر بیان کر دیتا ہے وہ مطہر نفس دنیا میں آکر قرآن کریم کے اسرار کو حاصل کرتے اور پھر ان کا درس دیتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو معلم حقیقی کے کامل ظل ہیں احکام قرآنی کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔

پس معلم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے لیکن اس دنیا میں اگر کوئی کامل ظل معلم کی حیثیت میں پیدا ہوا تو وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ آیت ۲) کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اَن پڑھ قوم میں انہی میں سے ایک فرد کو رسول بنا کر بھیجا ہے جو رسالت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وہ تمام احکام شریعت ان کے اوپر پڑھتا ہے جس بات کا ھُدًى لِّلْمُتَّقِينَ کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کو وہ کھول کر ان کو بتاتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ

رمضان کے مہینہ میں

روزے رکھو۔ دوسری شرائط کو پورا کرو۔ شور و غل نہ کرو۔ گالیاں نہیں دینی۔ اپنی پوری

توجہ قرآن کریم اور اس کے برکات کے حصول کی طرف پھیرنی ہے۔ اپنے نفس کو (اس ماہ میں خصوصاً) مارنے کی کوشش کرنی ہے اور اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ میں جس مقام کا ذکر ہے اپنی استعداد کے مطابق اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ وَيُزَكِّيهِمْ پھر اپنی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں وہ ان کے نفوس میں بھی تزکیہ نفس پیدا کرتا ہے۔ جب یہ تزکیہ النفس پیدا ہو جاتا ہے یعنی آپ کی قوت قدسیہ سے فائدہ اٹھا کر اور آپ کے اسوہ پر عمل کر کے انسان خدا کی نگاہ میں محبوب اور پیارا اور مطہر بن جاتا ہے تو پھر وہ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ کے اسرار روحانی ان کو سکھاتا ہے۔ وَالْحِكْمَةَ اور اس قرآن عظیم کی حکمت کی باتیں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض کے طفیل ان پر ظاہر ہونے لگ جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے کامل اور مکمل ظلی معلم کے فیوض جاری ہوتے ہیں اور قیامت تک ایسے لوگ آپ کے فیض کے نتیجہ میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ جس طرح آپ ہی کے فیض کے نتیجہ میں آپ سے قبل آدم سے لے کر آپ کے زمانہ تک خدا تعالیٰ کے مقرب پیدا ہوتے رہے۔ غرض اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ تزکیۃ النفس کے بعد ہی تعلیم الکتاب کا امکان پیدا ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

کہ جو شخص یا جو اشخاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرتے ہوئے قرآن کریم کے جوئے کے آگے اپنی گردن رکھ دیتے ہیں اور اپنے نفس کو کلی طور پر فنا کر کے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں اور آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ میں گم اور فنا ہو جاتے ہیں وہ قرآن کریم کی اس برکت سے ایک کامل اور مکمل حصہ پاتے ہیں۔ آپ قرآن کریم کی برکات اور اس کے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے کہ جو قرآن کریم کے متبعین پر مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں فرماتے ہیں:۔

"از انجملہ علوم و معارف ہیں جو کامل متبعین کو خوانِ نعمت فرقانیہ سے حاصل ہوتے ہیں جب انسان فرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اس کے امر و نہی کے بکلی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبت اور اخلاص سے اس کی ہدایتوں میں غور کرتا ہے اور کوئی اعراض صوری یا معنوی باقی نہیں رہتا۔ تب اس کی نظر اور فکر کو حضرت فیاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اس کو عطا کی جاتی ہے جس سے عجیب و غریب لطائف اور نکات علم الٰہی کے جو کلام الٰہی میں پوشیدہ ہیں کھلتے ہیں"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۵ حاشیہ در حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"موجودہ علوم و معارف و دقائق حقائق و لطائف و نکات و ادلّہ و براہین ان کو سوجھتے ہیں وہ اپنی کمیت و کیفیت میں ایسے مرتبہ کاملہ پر واقع ہوتے ہیں کہ جو خارق عادت ہے اور جس کا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگوں سے ممکن نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہیں بلکہ تفہیم غیبی اور تائید صمدی ان کی پیش رو ہوتی ہے اور اسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوار قرآنی ان پر کھلتے ہیں کہ جو صرف عقل کی دود آمیز روشنی سے نہیں کھل سکتے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

پس

یہ علامتیں

قرآن شریف کے کامل تابعین میں اکمل اور اتم طور پر پائی جاتی ہیں۔ وہ لوگ جو قرآن کریم کی اتباع میں کوشاں تو رہتے ہیں لیکن اپنی استعداد یا اپنے مجاہدہ کی کمزوری کے نتیجہ میں کامل تابعین کے مقام کو حاصل نہیں کر سکتے یا انہوں نے ابھی تک حاصل نہیں کیا ان پر قرآن کریم کی یہ علامتیں اکمل اور اتم طور پر نازل نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اپنی اپنی کوشش اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق قرآن کریم کے انعامات اور اس کے فضلوں کی یہ علامتیں ان پر بھی نازل ہوتی ہیں کیونکہ صرف یہ تو نہیں کہ ایک بلند تر مقام تو ایک مسلمان کو مل سکتا ہے اور اس کے نچلے مقام اس کو نہیں مل سکتے۔ یہ بات خلاف عقل ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی استعداد (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعداد کے متعلق بھی بڑے عجیب اور لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے) کے مطابق اور اپنی مخلصانہ اور مقبول کوششوں کے نتیجہ میں ان فیوض سے حصہ پا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں رکھے ہیں۔

میں نے سوچا کہ سب سے کم حصہ جو ایک مسلمان خدا تعالیٰ کے اس عظیم قرآن کے فیوض سے حاصل کر سکتا ہے وہ اس قسم کی عقل ہے کہ وہ دوسروں کے بیان کردہ اسرار روحانی کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ پہلا مرحلہ ہے یعنی ابھی اس کو وہ مقام تو حاصل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود اس پر اسرار قرآنی ظاہر کرے اور انوار قرآنی سے اسے منور کرے۔ لیکن وہ اُسے عقل دے دیتا ہے کہ جن پر اسرار و انوار قرآنی بارش کی طرح نازل ہوتے ہیں ان کے بیان کردہ اسرار قرآنی کو ان کے منہ سے سننے یا ان کی کتابوں سے پڑھنے کے بعد وہ سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں نقل را عقل باید۔ ہر شخص اس قابل نہیں ہوتا کہ اسرار روحانی کو خواہ وہ بڑی وضاحت سے بیان کئے گئے ہوں سمجھ سکے۔ مثلاً جو شخص متوجہ ہی نہیں جس کی توجہ بھٹک جاتی ہے وہ آدھی بات سنتا ہے اور آدھی سنتا ہی نہیں وہ سمجھے گا کیسے؟ میں نے یہ ایک موٹی مثال دی ہے جس کو بچے بھی سمجھ جائیں گے غرض کم سے کم فیض جو انسان حاصل کر سکتا ہے وہ عقل سلیم ہے۔ جس کی نقل کے وقت بھی انسان کو ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن ایسے مامور اور صلحاء اور علماء ربانی جو خدا تعالیٰ سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض کے طفیل علوم قرآنی حاصل کر کے انہیں دوسروں تک پہنچاتے ہیں ان علوم کو ایسے لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

علوم کا ایک خزانہ

قرآن کریم سے نکال کر دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ لیکن ابھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو ان علوم کو سمجھنے کے قابل ہے۔ بعض دفعہ انسان کا دماغ یہ دیکھ کر چکرا جاتا ہے کہ اتنی حکمت کی باتیں ہیں مگر ان کو کیوں نہیں سمجھتے۔ ان علوم سے قرآن کریم کی شان بلند ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور آپ کی برکتیں سامنے آتی ہیں۔ غرض انمول جواہرات ہیں جو آپ کی کتب میں موجود ہیں لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ کتنے ہیں جو انہیں سمجھ سکیں

غرض کم سے کم مقام دوسروں کے بتائے ہوئے ہدایت کے دلائل اور حکمتوں کو سمجھنے کا ہے اور بڑے سے بڑا اور بلند تر مقام وہ خارق عادت مقام ہے کہ جس کے ساتھ کوئی اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور ان دو مقامات کے درمیان بے شمار مقامات ہیں جو ہم حاصل کر سکتے ہیں اور ان سے آگے ترقی کر سکتے ہیں۔ آج ہم نے ایک مقام کو حاصل کیا تو کل دوسرے مقام کو حاصل کر لیں گے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں بیان کیا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں تمہارے

لئے ایک موقع عطا کیا گیا ہے کہ تم اپنے نفس کو، جذبات اور خواہشات کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کی عادت ڈالو اور تکالیف برداشت کرنے کا اپنے جسموں کو عادی بناؤ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی قربانی ہم سے چاہتا ہے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے بعد تو درحقیقت انسان کا کچھ اپنا رہتا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

میں نے تمہیں ایک مہینہ ایسا عطا کیا ہے

جس میں میں نے کہا ہے کہ تم میری خاطر بھوکے رہو جس میں میں نے کہا ہے کہ تم میری خاطر نیند کم کر لو۔ جس میں میں نے کہا ہے کہ تم میری خاطر اپنا بہت کچھ چھوڑ دو۔ تم اپنی خواہشات کو چھوڑ دو تم نیکیاں کرو۔ اپنے اموال میں سے اور اپنے اوقات میں سے کچھ میری راہ میں دو۔ تم میرے قریب تر آنے کی کوشش کرو۔ تاکہ میرے ساتھ تمہارا اس قسم کا تعلق پیدا ہو جائے کہ تم نہ صرف یہ کہ دوسروں کی باتیں سمجھنے لگ جاؤ جو میں ان کو معلم حقیقی کی حیثیت سے بتاتا اور پڑھاتا ہوں بلکہ تم خود میرے شاگرد بن جاؤ۔ چاہے پہلی جماعت کے شاگرد ہی سہی لیکن میرے شاگرد بن جاؤ۔ اور اگر اس میں کامیاب ہو جاؤ گے تو پھر تم میری دی ہوئی توفیق سے دوسری جماعت میں بھی ہو جاؤ گے اور اس کے بعد پھر تیسری جماعت میں ہو جاؤ گے۔ پھر کچھ عرصہ بعد تم ایم اے تک پہنچ جاؤ گے۔ پھر تم ڈاکٹریٹ اور پوسٹ ڈاکٹریٹ کے مقام تک پہنچ جاؤ گے۔ مادی دنیا میں بھی علمی تحقیق کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور جس کتاب عظیم میں، جس کتاب حکیم میں اور جس فرقان میں نہ ختم ہونے والے خزانے پائے جاتے ہیں اس کے متعلق بھی تحقیق کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا وہ کھلا رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ان کا مقام ارفع اور اعلیٰ ہے اور کامل اتباع کے نتیجہ میں کامل معرفت انہیں عطا کی جاتی ہے ان پر بھی مزید ترقیات کے دروازے بند نہیں ہوتے وہ بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ سیکھتے چلے جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرتے چلے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ماہِ رمضان ترقیات حاصل کرنے کا ایک موقعہ

بہم پہنچاتا ہے اس کو گنواؤ مت۔ اگر تم رمضان کی عبادات خلوص نیت کے ساتھ اور میری بتائی ہوئی شرائط کے ساتھ ادا کرو گے تو تم میرے سکول میں میرے مدرسہ میں داخل ہو جاؤ گے جہاں صرف درس نہیں ہو گا بلکہ وہاں بیان بھی ہو گا۔ وہاں دو کلاسیں ہوں گی۔ ایک درس ہو گا یعنی جو دوسروں نے سیکھا وہ تم سمجھنے لگ جاؤ گے اور ایک بیان کی کلاس ہو گی کہ میں تمہیں خود سکھاؤں گا میں خود تمہارا معلم بن جاؤں گا اور کتنا خوش قسمت وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے خود سکھا۔ شرح یکہ:

۴ پس رمضان کی اس برکت سے بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور میری خواہشات کو پورا کرے اور وہ خود ہمارا معلم بنے۔ (الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۶۸ء ایشن)

منقولات

ذیل میں پاکستان کے دو ہفتہ وار اخباروں کے ضروری اقتباس نقل کئے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں ہمارا تبصرہ دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ ایڈیٹر بدر

(۱)
اسرائیل اور عرب ممالک

مندرجہ عنوان سے ہفت روزہ شہاب لاہور رقمطراز ہے:-

"عالم اسلام کے گزشتہ دو ڈھائی صد سالہ ابتلا میں آزمائش کے بہت سے سخت اور نقصان دہ دور آئے ہیں۔ ان کی وجہ سے عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ غیر کی غلامی میں بھی چلا گیا۔ لیکن اسرائیل کی شکل میں جس آزمائش سے اس دنیا کو دوچار ہونا پڑا ہے وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عذاب ہے اور اس سے نصرت ایزدی کے بغیر عہدہ برآ ہونا خاصا مشکل کام ہے۔ اس "عذاب" کے بہت سے پہلو ہیں

ا۔ یہ ایسی قوم کے ذریعہ مسلمانوں پر عاید کیا گیا ہے جو تاریخی اعتبار سے مایوس اور دبائی ہوئی قوم تھی۔ اور جو اپنی صدیوں کی غلامی اور ذلت کا انتقام لینے کے لئے اندر ہی اندر پک رہی تھی۔ اس لئے یہ انتہائی منتقم مزاج اور تشدد پسند ہو چکی ہے۔

۲۔ ان کی شاخیں دنیا کے ہر ملک میں موجود ہیں اور ہر ملک میں یہ شاخیں اکثر دولت آفریں وسائل پر قابض ہونے کی وجہ سے بے حد موثر ہیں خاص طور پر امریکہ جیسی "سوپر" طاقت میں اس کی نہایت موثر اور فعال شاخ موجود ہے اس لئے یہ انتہائی طور پر با وسیلہ قوم ہے۔

۳۔ اس کے افراد میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کے بغیر دنیا کی کوئی قوم زندہ نہیں کہلا سکتی ان کی [illegible] ہے۔ اپنی قومیت کا بے پناہ شعور اور اپنے نظریات [illegible] ناموس کا خزانہ ان کے پاس موجود ہے۔

۴۔ یہ قوم عالم اسلام کے درمیان مقصد اور جنسی مدعا کے ساتھ قائم کی گئی کہ عالم اسلام ہر یورش کو برداشت کر کے ایک دفعہ پھر اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگا تھا ہمیشہ کے لئے مفلوج اور اپاہج بنا دیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں یہ عالم اسلام کے پرانے دشمنوں کا آخری مہرہ ہے اس لئے اسے ہر قسم کی اعانت [illegible] رہی ہے۔

اسرائیل کی اس طاقت اور صولت کے پیش نظر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ عالم اسلام پر نازل ہونے والے عذاب کی یہ صورت شدید ترین ہے اور تاریخ میں اس کا کوئی ثانی نہیں

ان عناصر کے ساتھ کچھ خارجی عناصر بھی اسرائیل کی مدد پر آمادہ ہیں —— پہلا عنصر تو یہی ہے کہ عربوں نے بوجوہ اور نہایت اہم مصلحتوں سے مجبور ہو کر اپنے آپ کو عربیت تک محدود کرنے اور اس طرح عالم اسلام کی ہمدردیوں کے دائرے سے اپنے آپ کو خارج کر دینے کی غیر شعوری لیکن بھرپور کوشش کی۔ خود عالم اسلام میں ایسے عناصر کی کمی نہ تھی اور نہیں ہے جو اس خارجیت کو تقویت پہنچانے کا باعث بنی —— جغرافیائی قومیت کا تصور صرف عربوں میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ مقبول ہوا اور اس تصور کے زیر اثر عالم اسلام فلسطین، قبرص اور اس قسم کے دوسرے مسائل کو مقامی اور جغرافیائی سمجھ کر ٹالتا رہا۔ ان کی اجتماعی ہیئت کا شعور اب آہستہ آہستہ پیدا ہونے لگا ہے اور کوئی نہیں جانتا اس شعور کے پختہ اور بالغ ہونے کے بعد بروئے عمل آنے میں کتنی دیر لگے گی۔

اس پس منظر میں عالم اسلام پر نازل ہونے والے اجتماعی عذاب کی شدت کا اندازہ نہ کرنا اور اس کے لئے کسی اجتماعی جد و جہد کے خیال کو گلدستۂ طاق نسیاں بنائے رکھنا اس عذاب ہی کا ایک حصہ سمجھا جائے گا جس میں ہم مبتلا ہیں۔"

(ہفت روزہ شہاب لاہور ۱۰ جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۱)

(۲)
چھوٹے چھوٹے عذابوں سے انتباہ

اخبار المنبر لائل پور مجریہ ۶ دسمبر ۱۹۶۸ء میں قرآن اور [illegible] مسلمہ کے عنوان سے مدیر المنبر کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں "چھوٹے چھوٹے عذابوں سے انتباہ" کے ضمنی عنوان کے تحت جو شذرہ قلمبند کیا ہے اس میں لکھتے ہیں:-

"یہ لمحہ جو آج ہمیں میسر ہے اس اعتبار سے بے حد قیمتی ہے کہ ابھی ہمیں چھوٹے چھوٹے عذابوں سے ڈرایا جا رہا ہے۔ ہماری قوم میں اختلافات انتشار کی صورت پیدا کر رہے ہیں مگر ابھی ہم ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی سرحد سے ذرا ادھر ہیں ......

بلاشبہ ہمارے ہاں نوبت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جن گھروں میں تہجد کی نماز تنہا نہیں ہوتی تھی انہی گھروں کے نوجوان سینما کی فحاشی سے لطف اندوز ہوئے بغیر گھر واپس نہیں لوٹتے۔ جن خاندانوں کی عورتوں کے سر کے بال چشم فلک نے بے پردہ نہیں دیکھے تھے ان کی بہو بیٹیاں کلبوں اور ہوٹلوں کی رقص گاہوں کی زینت بننے لگی ہیں۔ اور جن خانوادوں میں دین کا علم بطور میراث تقسیم ہوتا اور روز افزوں تھا ان کے موجودہ سربراہ الحاد و بے دینی کے مبلغ و داعی ہیں

لیکن ابھی مسجدیں آباد ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے نام میں یہ کشش موجود ہے کہ حقیر ترین اقلیت ہی سہی تاہم ایک تعداد ہر طبقے سے ایسے افراد کی نکل ہی آتی ہے جو قرآن کی آواز پر لبیک کہے۔ اور اسے جذبے کی حد تک قبول کرے اور ابھی ایسا ہے کہ بے پردگی بے حیائی کے اٹھے ہوئے طوفان کے باوجود کچھ افراد اور خاندان اس سے بچنے کی تگ و دو کر رہے ہیں

ایسے ہی ابھی ہم اس قعر مذلت میں نہیں گرے کہ مشرق وسطیٰ کے دوسرے مسلم ممالک کی طرح ہمارے علماء اور شیوخ اس حالت میں آئیں کہ ان کی بے پردہ بیویاں اور بہو بیٹیاں ان کے ساتھ ہوں اور وہ غیر محرم مردوں سے کھلم کھلا مصافحے کریں۔ اور ان کے ساتھ مصروف خورد و نوش ہوں۔

اور —— ابھی ہمارے ہاں یہ روح فرسا منظر دیکھنے میں کم آ رہا ہے کہ ہمارے مفسرین، معلمین حدیث اور داعیان حق ڈاڑھی منڈے ہوں اور ان کے اذہان و قلوب الحاد و مادہ پرستی کی موت مر چکے ہوں۔

اگر اس لمحہ کو غنیمت نہ جانا گیا اور اس سے کماحقہ فائدہ اٹھا کر امت کے اس حصے کو جو ۱۰ کروڑ کی تعداد میں پاکستان میں موجود ہے قرآن کی جانب متوجہ کرنے کی ہمہ گیر جد و جہد نہ کی گئی تو اس منزل ہلاکت تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی جس کی نشاندہی خود قرآن نے کی ہے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ۔ اور اگر تم راہ حق اور اطاعت الٰہیہ سے منہ موڑ جاؤ گے تو تمہیں فنا کر کے تمہاری جگہ دوسری قوم آباد کر دی جائے گی۔ جو تمہاری طرح احکام [illegible] سے اعراض کرنے [illegible] انحراف کرنے [illegible]

(المنبر لائل پور
۱۵ رمضان ۱۳۸۸ھ)

خدا کی ہستی کا ثبوت واقعات کی روشنی میں

از محمد حفیظ بقاپوری

ڈاکٹر کریسی لکھتے ہیں :-

"اسی طرح چاند اور زمین کے مابین اب جو فاصلہ ہے اگر یہ گھٹ کر صرف پچاس ہزار میل رہ جائے تو جوار بھاٹے یعنی مد کی کیفیت یہ ہو کہ دن میں دو مرتبہ تمام بر اعظم غرقاب ہو جائیں اور یہ عظیم الشان پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر بہہ جائیں ـــ یا اگر کرۂ ارض کی ساری سطح دس فٹ اور بلند ہوتی تو آکسیجن، جس کے بغیر حیات ممکن نہیں موجود ہی نہ ہوتی ـــ یا سمندر کی تہہ چند اور فٹ زیادہ عمیق ہوتی تو کاربن ڈائی آکسائڈ Carbon Di Oxide اور آکسیجن اس میں جذب و تحلیل ہو جاتے اور نباتات کا وجود نابود ہو جاتا ـــ اسی طرح کرۂ ہوائی ذرا ہلکا پھلکا ہوتا تو کروڑوں شہاب ثاقب جو اب خلا ہی میں جل بجھ کر راکھ ہو جاتے ہیں کرۂ ارض سے جگہ جگہ ٹکراتے اور ہر طرف شعلے بھڑکاتے یہ اور ان جیسی بیسیوں مثالیں ہیں جن پر غور کرنے سے مبرہن ہوتا ہے کہ ہمارا کرۂ ارض یوں ہی خود بخود یا اتفاقاً معرض وجود میں نہیں آ گیا ـــ بلکہ ایک عظیم الشان منصوبے اور انتظام کا نتیجہ ہے ـــ"

فرمائیے - سائنسدانوں کے اس طرح کے واضح اعتراف کے بعد بھی کائنات عالم کے نظم و ضبط کی دلیل واقعاتی رنگ میں خدا تعالےٰ کی ہستی کا زندہ اور واضح ثبوت نہیں ؟ ؟ (ہے اور ضرور ہے)

ـــ ۳ ـــ

خدا کی ہستی کے ثبوت میں قرآن کریم نے ایک دلیل یہ بھی پیش کی ہے کہ

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (النمل آیت ۶۳ پ۲۰)

فرماتا ہے - اگر خدا نہیں تو بتاؤ پھر کون ہے جو بیکس و لاچار کی آہ و بکا کو سنتا اور اس کے دکھ تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور اس کی قدرت سے دنیا میں حیرت انگیز انقلاب آ جاتا ہے۔

خدا کی ہستی کے ثبوت میں قرآن کریم کی بیان کردہ اس دلیل کی روشنی میں اگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخالفوں کی بدسلوکی اور نہایت درجہ ظلم و ستم کے واقعات کا مطالعہ کیا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ خدا ہی ہے جو ان بے کس مظلوموں کی اضطراری دعاؤں کو سنتا اور طاقتور دشمن پر انہیں غلبہ عطا کرتا ہے - ایسے حالات میں بے کسوں کا غالب آ جانا ہی خدا کی ہستی کا زبردست ثبوت ہوتا ہے

اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ سنئے - قرآن کریم بیان کرتا ہے :-

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ (القمر ۱۰ تا ۱۵)

نوحؑ کی قوم نے تکذیب کی - انہوں نے ہمارے بندے نوحؑ کو کذاب ٹھیرایا - اسے دیوانہ اور دھتکارا ہوا بتلایا - تب نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ خداوندا میں تو دشمنوں کے ہاتھوں مغلوب ہوا جا رہا ہوں میں تیرا نبی ہوں تو خود میری نصرت کے لئے آ ـــ !! اللہ فرماتا ہے ـــ تب ہم نے بادلوں سے خوب پانی برسایا - اور زمین سے بھی چشمے ابل پڑے اور نوحؑ کے معاندین اور دشمنوں کی مقدر ہلاکت کی گھڑی آ پہنچی - اس وقت ہم نے خاص کشتی کے ذریعہ نوحؑ اور اس کے ساتھیوں کو تو بچا لیا مگر منکرین کو انکار اور تکذیب کا بدلہ مل گیا !!

(ب) دوسرے نمبر پر موسیٰ اور فرعون کے واقعات کا مطالعہ کیجئے قرآن کریم کی ۲۸ ویں سورت القصص کا آغاز ہی انہی قادرانہ تجلیوں کے ذکر سے ہوا ہے فرماتا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ طٰسٓمٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ○ (القصص ۱ تا ۶ پ۲۰)

دعاؤں کو سننے والا بزرگ و برتر پاک خدا فرماتا ہے یہ ایک مدلل کتاب کی آیات ہیں - اس کے متلاشی لوگوں کے فائدہ کی خاطر ہم تیرے سامنے موسیٰؑ اور فرعون کے صحیح واقعات سناتے ہیں فرعون نے اپنے ملک میں بڑی تعلّی سے کام لیا تھا - اس نے ملکی باشندوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا - ان کے بیٹوں کو قتل کر کے لڑکیوں کو زندہ رکھ کر چاہتا تھا کہ ایک گروہ کو کمزور کر دے اس طرح وہ بھی دنیا کے بدترین فسادیوں میں سے بن گیا ـــ فرماتا ہے ـــ دنیا میں جب بھی اسی طرح کے حالات پیدا ہوتے ہیں تو ہم اپنی قدرت نمائی سے طاقتوروں کو اقتدار کی کرسی سے محروم کر کے ان کی جگہ ناتوانوں اور کمزوروں کو دنیا کا سردار بنا دیتے ہیں ـــ !!

ان آیات میں موسےٰؑ اور فرعون کے حالات کو خدا کی ہستی پر ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

زیادہ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے صرف موسےٰ علیہ السلام کی پیدائش اور پرورش کے حالات کا مستحضر کرنا کافی ہے

جب موسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ان کی والدہ محترمہ کو فرعون کے ظالمانہ احکام کے سبب ہر دم اس بات کا کھٹکا رہتا کہ مباد اس سفاک کا ظالم ہاتھ میرے جگر گوشے کی طرف بڑھے اور میری گود ہمیشہ کے لئے اس سے خالی ہو جائے !!

بچوں والو ! ذرا اس ماں کی دلی کیفیت کا اندازہ کرو ـــ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی - ؟ کس قلق اور بے چینی کا اسے سامنا ہو گا ؟ اس اضطرابی حالت میں وہ مجسم دعا بن گئی ہو گی ہاں بالکل اسی طرح جس کا خدا کے سوا اور کوئی سہارا نہیں ہوتا ـــ

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کا سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

یقین ہے کہ اس بے یار و مددگار خاتون کی دردبھری دعاؤں نے اس خدا کے عرش کو ہلا دیا ہو گا جو کہہ چکا ہے کہ

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ یعنی خدا کے سوا اور کون ہے جو لاچار و بے بس کی دعا سنتا اور اس کے دکھ درد کو دور کر دیتا ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے فی الواقع اس دکھی ماں کی دعائیں قبول ہوئیں اور قبولیت کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا (القصص ۸-۹)

یعنی ہم نے موسےٰؑ کی ماں کو الہاماً بتا دیا کہ موسےٰؑ کو اطمینان کے ساتھ دودھ پلاتی رہو جب تجھے اس کی جان کا خطرہ محسوس ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور قطعی اندیشہ نہ کرنا ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے - اور اسے ایک نبی بنائیں گے

چنانچہ موسےٰؑ کی والدہ نے الہامی ہدایت کے مطابق عمل کیا جونہی خطرہ محسوس ہوا اس نے موسےٰؑ کو دریا میں ڈال دیا ـــ خدا کی قدرت دیکھو اس کے بعد موسےٰؑ کو فرعون کے خاندان میں سے ایک نے پانی سے اٹھا لیا - وہ نہیں جانتے تھے کہ کسی وقت وہ اسی لڑکے کے جانی دشمن بن جائیں گے اور بالآخر یہی ان کے لئے نہایت درجہ غم اور اندوہ کا موجب بنے گا

بھائیو ! سچ کہو آج کون ماں ہے جو جیتے جی اپنے ہاتھ سے اپنے جگر گوشے کو ٹوکرے میں ڈال کر بہتے دریا کی ابھرتی لہروں کے حوالے کرنے کو تیار رہے ـــ !! مگر واقعات بتاتے ہیں کہ موسیٰؑ کی ماں نے ایسا کیا - کیا اسے اپنے بیٹے موسےٰؑ سے محبت نہ تھی - کیا وہ موسیٰ کی ماں نہ تھی - کیا اس کے پہلو میں ماں کی ممتا کا دل نہ تھا - ؟ تھا اور ضرور تھا - مگر وہ ایک خداپرست خاتون تھی جسے خدا کی ذات پر اس قدر پختہ ایمان اور محکم یقین تھا کہ صنفِ نازک ہوتے ہوئے وہ کچھ کرنے کو تیار ہو گئی جو دنیا کی کوئی ماں بھی جانتے بوجھتے نہیں کر سکتی - مگر یہ بھی تو دیکھو کہ جس زبردست ہستی پر اعتماد کرتے ہوئے وہ ایسا کرنے پر تیار ہو گئی

اس کی زبردست قدرت نے نہ صرف یہ کہ بچے کو بچا لیا بلکہ بڑے ہی معجزانہ طریق پر بچے کو ماں کی گود میں پہنچا دیا — اُدھر فرعون کے دل میں بچے کے ساتھ ایسی محبت پیدا کر دی کہ شاہی خرچ پر اس کی پرورش کے سامان کر دئیے — !! اور وہی بچہ بڑا ہو کر بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے نجات دینے والا ثابت ہُوا اور خدا کا مقرب بن کر عظیم الشان رسول بنا — !

اس واقعہ میں حسب وعدہ جہاں موسیٰ کا دریا سے بسلامت اپنی والدہ کے پاس پہنچایا جانا، قادر و توانا خدا کی ہستی کا زبردست واقعاتی ثبوت ہے وہاں قرآنی الفاظ

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا

خاص طور پر قابل غور ہیں۔ یہ الفاظ ذوالعجائب خدا کی عظیم قدرتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ قادر مطلق خدا کے فعل بھی بعض اوقات بڑے ہی عجیب و غریب ہوتے ہیں جس سے اس کی زبردست قدرت نمائی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ عجیب قادر خدا ہے کہ بسا اوقات جس زبردست اور طاقتور انسان کو صفحۂ ہستی سے ختم کر دینا چاہتا ہے اور جس شخص نے اس کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بننا ہوتا ہے اس کی عجیب قدرت کے تحت پہلے وہ اسی کے ہاں پرورش پاتا ہے۔ مذہبی دنیا کی تاریخ میں اس کی متعدد روشن مثالیں موجود ہیں ویدک دھرم کی تاریخ میں حضرت کرشن جی مہاراج کا راجہ کنس سے ہاں پلنے کا عجیب و غریب واقعہ تو سب ہی جانتے ہیں یہ کرشن ہی تھے جن کے ہاتھوں کنس کی تباہی عمل میں آئی۔ مگر قادر و توانا خدا کی قدرت نمائی مشاہدہ ہو کہ کس طرح معجزانہ طریق پر خدا نے دیوکی کے بچے کو محفوظ رکھا اور اپنی خاص حفاظت میں [illegible]۔ اور بالآخر اس زمانہ کے ظالم و سفاک کا کام کرشن ہی کے ہاتھوں سے تمام ہُوا !!

اسی سے ملتا جلتا واقعہ آپ ابھی موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے حالات میں سن چکے۔ اس طرح کے واقعات کوئی ایک دو نہیں بلکہ کئی ہیں۔ مقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی خدا کا ایسا ہی معجزانہ سلوک ہُوا۔ حتیٰ کہ اس زمانہ کے مامور و مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی نسبت بھی دنیا نے خدا کے ایسے ہی معجزانہ طریق کا مشاہدہ کیا۔ وقت اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ان سب واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔ بہرحال یہ سب واقعات جو مختلف زمانوں اور مختلف مقامات پر ظاہر ہوئے۔ ایک اور ایک دو کی طرح خدا کی ہستی پر ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچاتے ہیں — !!!

۴

دنیا کی آبادی کو موٹے طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصہ خدا کو ماننے والا ہے اور دوسرا خدا کی ذات کا انکار کرتا ہے۔ تاریخ اس بات پر شہادت دیتی ہے کہ جب سے دنیا بنی، مقابلہ کے وقت وہی جماعت بامراد رہی جس نے خدا پر ایمان اور یقین کا اظہار کیا اور خدا کا انکار کرنے والے ہر زمانہ میں خائب و خاسر اور ناکام و نامراد ہوئے۔ تاریخ عالم میں کوئی ایک مثال بھی اس کے خلاف نہیں ملے گی۔ غور فرمائیے اگر خدا نہیں تو یہ امتیاز کیسا — ؟

پس واقعات کی دنیا خدا تعالےٰ کے وجود پر مثبت رنگ میں ایک زبردست ناقابل تردید واضح ثبوت ہے بطور مثال چند واقعات عرض کرتا ہوں :—

پہلے نمبر پر آج سے پانچ ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات پر غور کیجئے ان کے زمانہ میں بُت پرستی کا بڑا زور تھا بلکہ آپ کے اپنے خاندان کے لوگ بُت فروشی کا دھندا کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو معقولی رنگ میں بتایا کہ یہ محض بے جان سی مورتیاں ہیں۔ ان کو خدا کا درجہ دینا بہت بڑی بھول ہے۔ ان مورتیوں کو چھوڑو اور سچے خدا کی طرف رجوع کرو۔ فرمایا

بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

(انبیاء)

تمہارا حقیقی رب تو وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میرا اپنا وجود خدا کی ہستی کا زندہ گواہ ہے۔

واقعات بتاتے ہیں کہ بت پرست جب معقولی دلائل کے میدان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے قطعی لاجواب ہو چکے اور انہوں نے خود اقرار کیا کہ ان کے بت نہ بولتے ہیں اور نہ ہی انہیں نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت ہے تو دشمن اوچھے ہتھیاروں پر اتر آیا۔ مجمع غضبناک ہو کر شور مچانے لگا

"آگ لگا دو ابراہیم کو۔ اسے پھونک ڈالو"

"اپنے بتوں کی حفاظت اور مدد کا بس یہی طریق ہے" !!

بس پھر کیا تھا ابراہیم کو زندہ جلا دینے کا منصوبہ ہر طرح مکمل کر لیا گیا۔ قریب تھا کہ دشمن آپ کو جلا کر راکھ کر دیتے عین اس وقت ابراہیم علیہ السلام کے لئے خدا کی عجیب قدرت ظاہر ہوئی۔ آگ کا خالق مالک فرماتا ہے

يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

یعنی اے آگ بیشک تیرا کام جلانا ہے اور تو میرے ہی حکم سے اب تک جلانے کا کام کرتی رہی ہے مگر آج ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ابراہیم کے بارے میں جلانے کا کام ترک کر کے اس کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث بن جا! دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ابراہیم کے لئے قدرت حق کا ایسا غیر معمولی معجزہ ظاہر ہُوا اور دشمن کا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔ خدا نے اپنی قدرت نمائی سے ابراہیم علیہ السلام کو بچا لیا۔

۲۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات میں بھی ملتا ہے جب کہ فرعون کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے حضرت موسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات مصر سے روانہ ہوئے۔ فرعون کو اس کا علم ہُوا تو وہ بھی اپنے لاؤ لشکر سمیت تعاقب کو نکلا

جب موسیٰ علیہ السلام بحیرۂ قلزم کے شمال میں واقع جھیلوں کے پاس پہنچے تو سمندر میں جزر کی کیفیت تھی اور پانی سمندر کی طرف ہٹا ہُوا تھا چنانچہ موسےٰ علیہ السلام کے ساتھی جلد جلد اس مقام کو پار کر گئے۔

فرعون بھی بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ بنی اسرائیل کے اس قدر قریب پہنچ گیا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھی فرعونی فوجوں کو دیکھ کر سخت گھبرا گئے۔ اور مارے خوف کے چلا اٹھے۔

يَا مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ

اے موسےٰ ہم پکڑے گئے

اس پر موسیٰ علیہ السلام نے بڑے وثوق کے ساتھ کہا

كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میرا زندہ خدا نجات کا راستہ ضرور دکھائے گا اور اپنی قدرت نمائی سے دشمن سے رہائی کے سامان کر دیگا۔

چنانچہ یہی ہُوا بنی اسرائیل نے اپنے دشمن کو بیچ سمندر غرق ہوتے بچشم خود مشاہدہ کیا — !

اس واقعہ نے بتا دیا کہ زندہ خدا ہے جو انتہائی خوف و ہراس کے وقت اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا اور ان کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کرتا اور انہیں تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

۳۔ خدا کی ہستی کے ثبوت میں اس سے بھی زیادہ واضح ہجرت نبوی کا واقعہ ہے جس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے کہ جب مکہ میں نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت انتہا کو پہنچ گئی اور مکہ والوں نے ایک منصوبہ کے ماتحت راتوں رات آپ کو قتل کر دینے کی غرض سے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ دروازے پر چند نوجوانوں کو کھڑا کر دیا — خدا نے آپ کو الہام کے ذریعہ اس خطرناک منصوبے کی اطلاع دے دی۔ آپؐ بستر سے اُٹھے۔ بڑے اطمینان کے ساتھ پہریداروں کے سامنے دروازہ سے باہر نکل گئے اور حضرت ابوبکرؓ سمیت مکہ سے تین میل دور غار ثور میں پناہ لی۔

گھر پر آپ کو قتل کر دینے میں ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھ کر دشمن سخت برہم ہُوا۔ دن کے وقت آپ کے تعاقب کو نکلا۔ عرب کے ماہر کھوجی پاؤں کے نشانات دیکھتے ہوئے سیدھے غار ثور تک جا پہنچے۔ کھوجی نے مکہ والوں کو کہا یا تو محمدؐ اس غار میں ہے یا پھر آسمان پر اُٹھ گیا ہے — !

یہ ایک نازک وقت تھا غار کے اندر آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ یہ سب باتیں سُن رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ موقع کی نزاکت کے سبب بہت گھبرا گئے مگر پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اطمینان کے ساتھ ابوبکرؓ کو تسلی دیتے ہوئے کہا :—

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ابو بکرؓ! اندیشہ کس بات کا خدا ہمارے ساتھ ہے وہ ہماری حفاظت کے سامان کرے گا۔

چنانچہ یہی ہُوا خدا نے اپنی غیر معمولی قدرت کا جلوہ دکھایا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا۔ مکہ والوں نے کھوجی کی بات کو جھٹلاتے ہوئے کہا معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغ بھی چل گیا ہے غار کے منہ پر مکڑی کا یہ جالا تمہیں نظر نہیں آتا !

حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ ایسا نازک وقت تھا کہ اگر وہ ذرا سا جھک کر اندر جھانک لیتے تو ان کی نگاہ ہم پر پڑ جانا کوئی غیر ممکن نہ تھا۔ مگر قدرت کے ناتک حسد نے خود دشمن کو جھک کر غار کے اندر جھانکنے کی بھی توفیق نہ دی اور وہ ایک دوسرے کو بناتے ہوئے ناکام و نامراد لوٹ گئے۔ یہ ہے زندہ خدا کی قادرانہ تجلی جس کے ذریعہ اس کے وجود کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ اور یہ ہیں سچے واقعات جن کو کسی صورت میں بھی جھٹلایا جانا ممکن نہیں !!

خدا کی طرف سے اپنے برگزیدہ بندوں کو جو معجزانہ امتیاز بخشا جاتا ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ نے برحق فرمایا ؎

الٰہ سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اسلئے کہ عاشق یار یگانہ ہیں
جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بدشعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں
تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے بٹھاتا ہے
کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

باقی آئندہ

تقریر جلسہ سالانہ قادیان

قسط ۲

احمدیہ جماعت غیروں کی نظر میں

از محترم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مظفر پور بہار

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (الحجر ع)

دو بنیادی اصول

صدرِ محترم و سامعین کرام! جماعت احمدیہ ایک مذہبی اور روحانی جماعت ہے اور ہر مذہبی جماعت جو کسی مامور من اللہ، نبی اوتار یا کسی گورو یا ریفارمر کے ذریعہ سے قائم ہوتی ہے اس کے دو بڑے اصول ہوتے ہیں جن کو وہ لے کر کھڑی ہوا کرتی ہے۔

اوّل اللہ تعالیٰ کی سچی توحید اور اس کی معرفت دوئم بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

یعنی ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجے ہیں اور ان سب کی بنیادی تعلیم یہ تھی کہ ایک خدا کی پرستش کرو اور اس کی سچی معرفت حاصل کرو۔ اور بدی اور گناہ اور پاپ کے سرچشمہ طاغوتی طاقت سے بچو اور بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی کا مرکز بنایا ہے کہ اسے برائیوں اور گناہ سے بچنے اور نیک اور اچھے کام کرنے کی ٹھوس تعلیم دیجائے

جماعت احمدیہ بھی اس گمراہی اور بے دینی کے دور میں روحانیت اور مذہبی صداقتوں کا روشن مینار ہے۔ لہٰذا یہ مقدس جماعت بھی انہی دو بنیادی اصولوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑی کی گئی ہے چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ اوّل خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا۔ اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔“

پھر ایک دوسرے مقام پر حضور فرماتے ہیں:۔

”میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا ہیرا بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ **سچا خدا**۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا۔ اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں۔ اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔“

(اربعین ص ۳)

انسانی ہمدردی

انسانی ہمدردی کو حضور نے دس شرائطِ بیعت میں بھی رکھا ہے۔ ایک شخص جب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے تو اسے یہ شرائط قبول کرنا پڑتی ہیں۔ ان شرائط میں سے شرط نہم یہ ہے کہ بیعت کنندہ

”عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔“

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مقام پر قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کے ضمن میں بغیر کسی قسم کے مذہبی امتیاز کے جملہ بنی نوع انسان کے ساتھ انسانی ہمدردی کا پہلو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یُؤْثِرُوْنَ اللّٰہ، میں ایک بڑا وسیع مضمون اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے یعنی تمام بنی نوع انسان کا اس میں ذکر ہے اور یہ قید نہیں کوئی مسلمان ہے یا نہیں۔ کوئی مشرک ہے یا غیر مشرک کوئی صحیح مذہب والا ہے یا بد مذہب ہے۔ مثلاً روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا وہ کہیں گے اے خدا تیری ذات پاک ہے تیرے متعلق تو بھوک کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ فرمائے گا میری مخلوق میں سے کچھ بندے بھوکے تھے وہ جب تمہارے پاس آئے تو تم نے انکو کھانا نہ کھلایا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مجھے کھانا نہ کھلایا جائے۔ اس میں کوئی قید نہیں لگائی کہ کوئی مسلم ہے یا غیر مسلم۔ بلکہ ہر انسان کو شامل کیا گیا ہے۔“

اخبار بدر ۱۲ فتح (دسمبر) ۱۳۴۷ ہش ۱۹۶۸ء

غیروں کا اعتراف

بہرحال جماعت احمدیہ کے بڑے اصول دو ہی ہیں تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ چنانچہ مسٹر ایچ آر ووہرا نمائندہ خصوصی اخبار سٹیٹسمین نئی دہلی ۱۸ نومبر ۱۹۴۸ء میں لکھتے ہیں:۔

احمدیہ جماعت کے افراد کا یہ عقیدہ ہے کہ جملہ مذاہب سے نیک سلوک کیا جائے۔ اسی اصول کی بناء پر وہ قادیان کے ہندو اور سکھ یتیموں کی مدد کرتے رہتے ہیں اور اب بھی جب کہ جماعت احمدیہ کی مالی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے ان یتیموں کی ایک تعداد اپنے وظائف حسب معمول جماعت سے حاصل کر رہی ہے“

اسی طرح جناب ڈاکٹر شنکر داس مہرہ اخبار سٹیٹسمین دہلی ۱۲ فروری ۱۹۴۹ء میں لکھتے ہیں:۔

”قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا۔ اس نے اپنے گرد و پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں احمدیہ جماعت کا نقطۂ نظر تعمیری اور اس کا رویہ پابند قانون ہے یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کے رو سے جرم سے پاک ثابت ہوئی ہے۔“

بہرحال حضرت کرشن ہوں یا حضرت گورو نانک حضرت عیسیٰ ہوں یا سیدو ولد آدم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ مقدس گروہ ہمیشہ بنی نوع انسان کے سامنے یہی دو بنیادی اصول پیش کرتا رہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں اصول سراسر انسان کی فلاح و بہبود کے لئے سنگ میل کا حکم رکھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی پہلی نگاہ جو غیروں کی روحانی جماعتوں پر پڑتی ہے وہ مخالفت اور استہزاء کی نگاہ ہی پڑا کرتی ہے چنانچہ جناب ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرہ فرماتے ہیں:۔

”... یہ مسلمہ ہے کہ جب بھی کوئی تحریک اصلاح اور بہبودی کے لئے قائم ہوئی اس نے اس کی مخالفت کی۔ یہی حال تحریک احمدیت کا برصغیر ہندوستان میں ہوا۔“ (تحریک احمدیت ص ۱۹)

مذاہب عالم کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ مامور من اللہ کے ذریعہ سے قائم ہونے والی ہر جماعت کو مختلف ادوار میں سے گزر کر اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوا کرتی ہے۔ ان ادوار کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یا یہ کہنا چاہیے کہ ہر الٰہی جماعت پر غیروں کی نگاہ مجموعی اعتبار سے چار پہلو بدلا کرتی ہے۔ اوّل نظر استہزاء۔ دوئم تشدد۔ سوئم نظر مرعوب۔ چہارم قبولیت عامہ۔ جماعت احمدیہ بھی ان ادوار میں سے گزرتی ہوئی تیسرے دور میں پہنچ چکی ہے۔

دور استہزاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا کہ:۔

”خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی سے اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیر ہے۔ اور کامل تقدس اور کامل علم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں“

(مسیح ہندوستان میں)

جماعت احمدیہ کا آغاز ہوا اور چند لوگ حضور کے گرد جمع ہوئے جن میں سے اکثر غرباء تھے غیروں کی نگاہوں نے انہیں کمزور اور حقیر خیال کیا

اور تمسخر اور استہزاء سے کام لیا اور سمجھا کہ مذاق ہی مذاق میں یہ جماعت ختم ہو جائے گی۔ یہی وہ پہلا حربہ ہے جو ہر الٰہی جماعت کے خلاف شروع میں استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت میں اسی حربہ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

یعنی دنیا کے فرزندوں پر افسوس ہے کہ جب کبھی ان کے پاس اصلاح و ہدایت کیلئے کوئی مامور من اللہ آیا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کے ساتھ ہی پیش آتے رہے۔

تمسخر کی انتہاء

تمسخر اور استہزاء کا یہ حربہ اس وقت غیروں کی جانب سے انتہاء کو پہنچ گیا تھا، جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لاہور میں وصال ہوا۔ اس کا نقشہ نہایت دردناک الفاظ میں کھینچتے ہوئے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی خبر مخالفوں تک پہنچی تو ایک آن واحد میں لاہور کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بجلی کی طرح پھیل گئی۔ اور پھر ہماری آنکھوں نے مسلمان کہلانے والوں کی طرف سے وہ نظارا دیکھا جو ہمارے مخالفوں کے لئے قیامت تک ایک ذلت اور کمینگی کا داغ رہیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے نصف گھنٹہ کے اندر اندر وہ لمبی اور فراخ سڑک جو ہمارے مکان کے سامنے تھی شہر کے بدمعاش اور کمینہ لوگوں سے بھر گئی۔ اور ان لوگوں نے ہمارے سامنے کھڑے ہو کر خوشی کے گیت گائے اور مسرت کے ناچ ناچے اور شادمانی کے نعرے لگائے اور فرضی جنازے بنا بنا کر نمائشی ماتم کے جلوس نکالے ہماری غمزدہ آنکھوں نے ان نظاروں کو دیکھا اور ہمارے زخم خوردہ دل سینوں کے اندر خون ہو ہو کر رہ گئے مگر ہم نے ان کے اس ظلم پر صبر سے کام لیا اور اپنے سینے کی آہوں تک کو دبائے رکھا اس لئے نہیں کہ یہ ہماری کمزوری کا زمانہ تھا کیونکہ ایک کمزور انسان بھی موت کے منہ میں کود کر اپنی غیرت کا ثبوت دے سکتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ خدا کے مقدس مسیح نے ہمیں یہی تعلیم دی تھی کہ

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار"

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۸۵)

اس کے ساتھ ساتھ غیروں میں ایسے سنجیدہ مدبرین بھی اس موقعہ پر موجود تھے جنہوں نے برملا طور پر حضور کی ارفع شان کا اقرار کیا چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے اخبار وکیل نے لکھا:-

"وہ شخص، بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو جو ماغی عجائبات کا مجسمہ تھا دنیا سے اٹھ گیا۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو"

(ملخص)

ایک مقدس عہد

اس موقعہ پر ایک اور بڑا عجیب واقعہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش مبارک کے پاس کھڑے ہو کر ایک ۱۹ سالہ بچے نے عجیب و غریب الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے حضور ایک موکد بحلف عہد باندھا۔ وہ عہد یہ تھا کہ:-

"اے خدا مجھے یقین ہے کہ مسیح موعود سچا تھا اب یہ فوت ہو گیا ہے اور اب بظاہر اس کے مشن اور اس کی تعلیم کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں۔ میں بچہ ہوں پر اے خدا میں تیری قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اگر ساری دنیا نے اس سے منہ موڑ لیا تو میں اس سے منہ نہیں موڑوں گا۔ اور میں اس وقت تک چین نہیں لوں گا جب تک کہ ساری دنیا کو اس کے قدموں میں لاکر نہ ڈال دوں۔"

یہ بچہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نور نظر اور پسر موعود سیدنا محمود جس کے متعلق صحف سابقہ میں بھی پیشگوئیاں کی گئی تھیں اور جس کی پیدائش سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام نے اسے اولوالعزم قرار دیا تھا۔

دورِ تشدد

بہرحال جماعت احمدیہ کا بھی دوسری الٰہی جماعتوں کی طرح شروع میں مخالفین نے استہزاء اور تمسخر سے سامنا کیا۔ لیکن جب جماعت احمدیہ کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا رہا تو یہ تمسخر اور استہزاء بتدریج سنجیدہ اور شدید ترین اور منظم ترین مخالفت میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا اور اس طرح جماعت احمدیہ ایک دوسرے تاریخی دور میں داخل ہو گئی۔ اور غیروں کی نظریں ایسے بدل گئیں کہ جو لوگ جماعت احمدیہ کی مدح و توصیف بیان کیا کرتے تھے وہ یکسر مخالف ہو گئے۔ ان میں سے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر روزنامہ زمیندار اور علامہ اقبال کے نام سرفہرست آتے ہیں مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار وکیل کی تحریر تو پیش کی جا چکی ہے۔ علامہ اقبال بھی لکھ چکے تھے کہ

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر)

مولوی ظفر علی صاحب جو ایک بلند پایہ صحافی معروف تھے پہلے لکھ چکے تھے کہ

"مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں جو ایثار کمربستگی، نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا وہ اگر ہندوستان کے لئے موجودہ زمانہ میں بے مثل نہیں تو بے اندازہ عزت اور قدردانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کر کے دکھا دی۔"

(زمیندار ۲۴ جون ۱۹۲۳ء)

بہرحال اس دور کی یہ تین اہم شخصیتیں تھیں جنہوں نے پہلے جماعت احمدیہ کی مدح و توصیف بیان کی اور جونہی شدید مخالفت کا دور شروع ہوا انہوں نے شدید مخالفت سے مرعوب ہو کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور جماعت کی مخالفت میں شریک ہو گئے۔ ایڈیٹر زمیندار تو ایک عرصہ تک اپنے اخبار میں ایک خاص تحریک شائع کرتا رہا کہ اگر ایک کروڑ روپیہ ہمارے پاس جمع ہو جائے تو ہم قادیان اور احمدیت کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی شدید ترین اور منظم ترین دور مخالفت میں اشتعال انگیزی کرتے ہوئے ایڈیٹر زمیندار لکھتے ہیں:-

"آج میری حیرت زدہ آنکھیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے غلام احمد قادیانی پر اندھا دھند ایمان لے آئے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔" (۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

احباب کرام! اس دور کی جڑ درحقیقت استہزاء والے دور میں پیوست تھی۔ اور وہ جڑ درحقیقت ایک بچہ کا مقدس عہد تھا جو ایک مقدس نعش کے پاس کھڑے ہو کر کیا گیا تھا۔ اور اس وقت کیا گیا تھا جب تمسخر اور استہزاء کا دور جوبن پر تھا۔ وہ بچہ اب خلیفۃ المسیح کے وجود میں منصۂ شہود پر آچکا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں مسند خلافت پر متمکن ہوا جب کہ جماعت کا ایک حصہ "اکابر" کہلا کر الگ ہو چکا تھا اور اس آتش مخالفت کو خوب ہوا دے رہا تھا۔ بہرحال ۱۹۳۳-۳۴ء میں شدید ترین مخالفت کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور غیروں کی نظریں یکسر بدل گئی تھیں۔ لیکن ایک مقدس وجود نکھار رہا تھا اور نہایت خندہ پیشانی اور شان سے نکھار رہا تھا بلکہ اسی مقدس نے اس تشدد کے دور میں تحریک جدید کی بنیاد رکھ کر اس عہد کو پھر سے دوہرایا اور تازہ کیا تھا جس کی تفصیل اس موقع پر بیان کرنا ممکن نہیں سمجھنے والے خود ہی سمجھ لیں۔

بہرحال یہ دور بھی ہر الٰہی جماعت پر آیا کرتا ہے جس میں غیر تو بہرحال غیر ہی ہوتے ہیں اپنوں کے دل بھی ہل جایا کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس دور کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (البقرہ ع ۲۶)

یعنی کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود ابھی کہ ابھی تم پر ان لوگوں کی سی تکلیف کی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ انہیں تنگی بھی پہونچی اور تکلیف بھی اور انہیں خوب خوف دلایا گیا اور ہلایا گیا تا کہ اس وقت کا رسول اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے پکار اٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یاد رکھو اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے"

(باقی آئندہ)

حصہ جائداد کی قسط وار ادائیگی

صیغہ ہذا کی طرف سے قسطوں کے ذریعہ سے حصہ جائداد کی ادائیگی کرنے کی جو تحریک چلائی گئی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے بہت سے موصیوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور ابھی اپنی سہولت کے مطابق آسان اقساط کے ذریعہ سے اپنا اپنا حصہ جائداد ادا کر کے سرخروئی حاصل کر لی۔ ۔ ۔ آپ بھی آسان قسطوں کے ذریعہ سے ادائیگی فرمائیں

سیکرٹری مقبرہ قادیان

مالی سال کی آخری سہ ماہی

اور

احباب جماعت کا فرض

موجودہ مالی سال کے نو ماہ گزر رہے ہیں اور آخری سہ ماہی عنقریب شروع ہونے والی ہے۔ جملہ سیکرٹریان مال کی خدمت میں آٹھ ماہ کے نسبتی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کے متعلق ذاتی چٹھیاں بھجواتے ہوئے انہیں وصولی کے کام کو بہتر بنانے کے لئے نظارت ہذا کی طرف سے توجہ دلائی جا چکی ہے۔ متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے ابتدائی آٹھ ماہ کی وصولی پچاس فیصدی سے بھی کم ہوئی ہے اور بعض ایسی جماعتیں بھی ہیں جن کی وصولی اور بھی کم ہوئی ہے

لازمی چندہ کی بروقت ادائیگی سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعض تاکیدی ارشادات دوستوں کی توجہ کے لئے درج ذیل ہیں :۔

”میں ایسے چندے کا قائل نہیں کہ وعدہ لکھوا دیا اور پھر خط وکتابت ہو رہی ہے۔ یاد دہانی کرائی جا رہی ہے۔ اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہیں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے“

نیز فرمایا :۔

”میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے“

حضور کے ارشادات اور مرکز کی ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے اپنے وعدۂ بیعت کو مستحضر رکھتے ہوئے اپنے مالی قربانی کے معیار کو بلند کرے اور اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات اور مشکلات کے مقابل پر جماعتی ضروریات کو مقدم رکھتے ہوئے اپنے لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کر کے اپنے ایمان اور اخلاص کا ثبوت دے۔

جملہ عہدیداران کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ خود بھی اچھا نمونہ پیش کریں اور جماعت کے جملہ احباب کو بھی مؤثر طور پر توجہ دلائیں تاکہ گزشتہ عرصہ کی کمی اور کوتاہی اور سستی کا ازالہ آئندہ تین ماہ میں ہو کر چندہ جات کی سو فیصدی وصولی ہو سکے۔

اللہ تعالےٰ سب کو اس کی توفیق بخشے اور حافظ و ناصر رہے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

وعدہ جات چندہ تحریک جدید

تحریک جدید کے نئے مالی سال کے تین ماہ گزر رہے ہیں لیکن ابھی بہت سے افراد اور اکثر جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے جبکہ ہمت کرنے والی جماعتیں اور افراد نہ صرف وعدہ جات بھجوا چکے ہیں بلکہ اکثر حصہ کی ادائیگی بھی کر چکے ہیں جن سے باقی جماعتوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اب بھی ادائیگی کر کے سابقون کی فہرست میں آنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ امید ہے کہ احباب اور جماعتیں اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

۲۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ایک خاص سکیم کے تحت دفتر دوم کے معیار شرح کو ۱۹ روپے فی کس کی اوسط سے بڑھا کر ۳۰ روپے اوسط تک کرنے کا ارشاد فرمایا ہے اور اس تعلق میں مجالس انصار اللہ پر خصوصی ذمہ داری ڈالی ہے۔ امید کہ جماعتیں اس طرف بھی توجہ فرمائیں گی۔ اس سلسلہ میں صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ بھارت کی طرف سے گزشتہ دنوں اعلان بھی ہوا تھا نیز حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے دفتر سوم کی تعداد مجاہدین کو بڑھانے کی سکیم واضح طور پر پیش فرمائی ہے اس سلسلہ میں تفصیلی فیصلہ جات گزشتہ سال مجلس شوریٰ کے موقعہ پر فرمائے تھے جن کی نقل جماعتوں کو بھجوائی جا چکی ہے اس کے مطابق دفتر سوم کو مضبوط کرنے کی کوشش کر کے دفتر ہذا کو بھی مطلع فرمایا جائے۔ اللہ تعالےٰ سب کے ساتھ ہو

وکیل المال تحریک جدید قادیان

فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی ادائیگی کی آخری میعاد

فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی بابرکت تحریک کا آخری سال یعنی تیسرا سال گزر رہا ہے۔ جس میں جملہ وعدہ جات کی سو فیصدی ادائیگی ہونی ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں ارشاد فرمایا ہے کہ ماہ جون ۱۹۶۹ء (ماہ احسان ۱۳۴۸ ہجری شمسی) کے بعد کوئی وعدہ اور وصولی قبول نہیں کی جائے گی۔ اور فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی تحریک کا حساب بند کر دیا جائے گا۔

نظارت ہذا کی طرف سے جملہ بقایا داران کو یاد دہانی ارسال کی جا چکی ہے۔ ابھی وصولی میں کافی کمی ہے۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جملہ بقایا دار احباب فوری توجہ فرمائیں تاکہ میعادِ مقررہ کے اندر اندر اس تحریک کی سو فیصدی ادائیگی ممکن ہو سکے۔

اللہ تعالےٰ جملہ دوستوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ

موجودہ مالی سال کے نو ماہ گزر رہے ہیں مگر اب تک جماعت کے صاحب نصاب دوستوں کی طرف سے بہت کم زکوٰۃ کی رقوم مرکز میں پہنچی ہیں۔ رمضان المبارک میں عمومی تحریک کے علاوہ جماعت کے صاحب نصاب دوستوں کے نام ادائیگیٔ زکوٰۃ کے لئے انفرادی طور پر چٹھیاں بھی ارسال کی گئی تھیں اور امید تھی کہ جلسہ سالانہ تک معقول ادائیگی ہو جائے گی۔ مگر ابھی تک اس مد میں کافی کمی ہے حالانکہ دوستوں کو معلوم ہے کہ زکوٰۃ ایک شرعی فریضہ ہے اور کوئی دوسرا جماعتی چندہ اس کا قائم مقام نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ امید ہے کہ صاحب نصاب دوست توجہ فرمائیں گے

ناظر بیت المال قادیان

وقفِ جدید کا نیا سال شروع ہو چکا ہے

احباب جلد تر اپنے وعدہ جات بھجوائیں!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر وقفِ جدید کے بارھویں سال یعنی ۱۳۴۸ ہجری شمسی (۱۹۶۹ء) کا اعلان فرما دیا ہے اس لئے تمام سیکرٹریانِ وقفِ جدید اپنے اپنے حلقہ جات میں ہر فرد سے، خواہ وہ مرد ہو، عورت ہو یا بچہ کم از کم چھ روپے فی کس کے حساب سے وعدہ جات کی فہرستیں دفتر ہذا میں ارسال فرما دیں۔ اس میں توقف نہ ہو۔ ذی حیثیت احباب اپنی اپنی مالی استطاعت کے مطابق بڑھ چڑھ کر وعدے پیش کریں تا اللہ تعالےٰ غلبۂ اسلام کے سامان جلد پیدا فرما دے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

قادیان میں عید کی قربانیاں

دوست جلد اطلاع دیں

حسب سابق اس سال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر بیرونجات کے احباب جماعت کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ ان صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی قربانی کا گوشت قادیان میں مقیم احباب کے استعمال میں آتا ہے جو احباب قادیان میں قربانی کروانا چاہتے ہوں وہ فی جانور بتیس روپیہ کے حساب سے رقم ارسال فرما دیں تاکہ بروقت انتظام کیا جا سکے امیر جماعت احمدیہ قادیان

اداریہ ..... بقیہ صفحہ نمبر ۲

کے لحاظ سے بابلی قوم سے کسی صورت میں کم نہ تھی۔ اب بارھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۵ بتا رہی ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح جب مسلمان بھی شرّ اور فساد میں اس بدحالی کو پہنچ جائیں گے تو ان کے بارے میں جب وعدالاٰخرۃ پورا ہونے کا وقت آنے والا ہوگا تو اَے یہودیو! تم کو سب اطراف سے جمع کر کے ایک جگہ لے آیا جائے گا۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء میں جب مغربی طاقتوں کی سازش کے نتیجہ میں مملکت اسرائیل معرضِ وجود میں آگئی اور یہود کو ارضِ فلسطین میں جمع کرنے کا منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو یہ ․ ― وقت تھا کہ اگر عالمِ اسلام پُوری چوکسی سے کام لیتا تو عین ممکن تھا کہ واقعات یوں نہ ہوتے جو اس وقت ظاہر ہو رہے ہیں۔ باوجودیکہ ٹھیک وقت پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے عالمِ اسلام کو دردبھرے الفاظ میں ان عواقب سے متنبّہ بھی کر دیا تھا اور مثبت رنگ میں آئندہ کا کامیاب لائحۂ عمل بھی بتا دیا۔ مگر افسوس کہ عالمِ اسلام نے ان باتوں کی طرف توجہ نہ دی۔ اور تقدیر کے نوشتے پُورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ جس بُری ساعت کا آغاز ۴۸ء میں ہُوا تھا وہ جون ۶۷ء کے عرب اسرائیل تصادم اور عالمِ اسلام کے لئے بڑے المیّہ کی صُورت میں ظاہر ہوئی۔ اور اسی کو مدیرِ "شہاب" نے "عذاب" کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے ― یہ عذاب کیوں آیا؟ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے اور اس کی تفصیل کسی قدر لمبی ہے۔ جس کا یہ موقعہ نہیں۔ ویسے غور کرنے والے اس سے بہت کچھ سمجھ سکتے ہیں ― بہرحال جو المیّہ جون ۱۹۶۷ء میں ظاہر ہُوا اس کی تفصیلات اور مشرقِ وسطیٰ کی موجودہ صورتِ حال سُن کر ہر سچّے مسلمان کا جگر خُون ہُوا جاتا ہے۔ اگرچہ اُن عظیم بشارتوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے جو قرآن کریم اور احادیثِ نبویّہ میں بیان ہوئی ہیں ہمارا یقین ہے کہ یہود کا یہ غلبہ عارضی نوعیت کا ہے۔ بالآخر اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ تاہم عالمِ اسلام پر موجودہ عذاب کی صورت نہایت درجہ رنجدہ اور بڑا بھاری صدمہ ہے۔ اس لئے موجودہ حالات میں تو نگاہ اب اخبار شہاب کے بیان سے مستنبط تیسری بات پر ہی آکر ٹھیرتی ہے ― یعنی "اس عذاب سے عالمِ اسلام کی مخلصی اور نجات کی واحد صورت یہ ہے کہ نصرتِ ایزدی حاصل ہو جائے ―!!" مگر یہ بات محض تمنّا اور آرزو کے نتیجہ میں ظاہر نہیں ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ صاف فرما چکا ہے:-

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ۔ (النساء آیت نمبر ۱۲۴) نہ تمہاری آرزوؤں کے مطابق ہونے والا ہے اور نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں کے مطابق بلکہ جو شخص کوئی بُرا کام کریگا اُسے اس کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

اِس آیتِ کریمہ کی رُو سے جب محض تمنا اور آرزو کے نتیجہ میں مقصود و مطلوب مِل جانے کا دروازہ بند ہُوا تو سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کریم کی رُو سے کوئی دوسرا دروازہ بھی کھُلا ہے جس سے نصرتِ ایزدی حاصل ہو جانے کا یقین حاصل ہو۔ تا ایک طرف بے چین دِلوں کو قرار ملے اور دُوسری طرف اگر ممکن ہو تو اس کے لئے مناسب جدوجہد کی جا سکے ― سو واضح ہو کہ قرآن کریم کی رُو سے خدا کی رحمت کا یہ وسیع دروازہ کھُلا ہے ― اور یہ بات حتمی ہے کہ خدا کی نُصرت مومنوں کے شاملِ حال ہو گی اور ضرور ہو گی۔ مگر اس کی پوری تفصیل کیا ہے یہ ایک علیحدہ پُرلطف مضمون ہے جو کسی قدر تفصیل چاہتا ہے اس لئے اس پر ہم آیندہ اشاعت میں روشنی ڈالیں گے۔ انشاء اللہ العزیز ― (باقی) ―

منظوری ممبران وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء کیلئے حسب ذیل ممبران مجلس وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عطا فرمائی ہے۔

(۱) خاکسار مرزا وسیم احمد انچارج وقف جدید۔
(۲) حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل
(۳) مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔
(۴) مکرم سیٹھ یوسف احمد الٰہ دین صاحب۔
(۵) 〃 سید اختر احمد صاحب اورینوی۔
(۶) 〃 شیخ عبدالحمید صاحب عاجز

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

احمدی خواتین کا ایک روزہ اجلاس ..... بقیہ صفحہ اوّل

ان اعتراضات کا ٹھوس اور مدلّل جواب دیتے ہوئے بتایا کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ یہ حقیقی اسلام ہی کا دُوسرا نام ہے۔ اور اس کے عقائد وہی ہیں جو آج سے چودہ سو سال قبل بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیش فرمائے تھے۔

نجمی خالدہ کے بعد عزیزہ بشریٰ طیّبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا "اُسوۂ حسنہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور مختصر طور پر آپؐ کی سادگی۔ بلند اخلاق اور نوعِ انسان سے حسنِ سلوک پر روشنی ڈالی۔

ازاں بعد صاحبزادی عزیزہ امۃ الکریم کوکب نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سُنائی۔

آخر میں حضرت سیّدہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت نے بہنوں سے خطاب فرمایا۔ آپکی تقریر کا عنوان تھا

"خلافتِ ثالثہ اور احمدی مستورات کی ذمہ داریاں"

قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت میں جماعت کی ترقی اور خلافتِ ثالثہ کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ نے بتایا کہ امامِ وقت کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی جماعت کی رُوحانی و جسمانی ترقیات پوشیدہ ہیں۔ بہنوں پر خلافتِ ثالثہ سے وابستہ ہونے کے نتیجہ میں جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اُن کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا۔ اوّل یہ کہ ہم تمام احمدی خواتین لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں باقاعدہ طور پر منظّم ہو کر خدمتِ دین بجا لائیں۔ اور خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر شرحِ صدر سے لبّیک کہیں۔ دوئم یہ کہ ہم خود دین سیکھیں، اسلام کی تعلیم پر صحیح رنگ میں عمل پیرا ہوں اور ایسا نمونہ پیش کریں کہ لوگ ہماری تقلید کریں۔ سوئم یہ کہ ہم اپنی اولادوں کی صحیح رنگ میں اعلیٰ تربیت کریں اور اس طرح قوم کی عمارت کو مضبوط بنائیں۔ چہارم یہ کہ حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ خود بھی قرآن شریف کا علم حاصل کریں۔ اور اپنے بچّوں کو بھی سکھائیں۔ اور پنجم یہ کہ بچوں کے اندر مالی قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اُن کو وقفِ جدید میں شامل کریں۔ اور اُن کے ہاتھوں سے چندہ دلوائیں۔ تاکہ انہیں بڑے ہو کر انشراحِ صدر کے ساتھ مالی و جانی قُربانی کرنے کی عادت ہو۔

خطاب کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے بہنوں کو حضرت سیّدہ اُمِّ متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی جاری فرمودہ "تحریکِ خاص" سے بھی آگاہ کیا جس کا اعلان انہوں نے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے قیام پر پچاس سال پُورے ہونے کی خوشی میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور کی اجازت سے بہنوں کے سامنے کیا۔ اور کہا کہ ہماری بہنیں اس خوشی میں چار سال کے اندر اندر پانچ لاکھ روپے ادا کریں جس میں سے ایک لاکھ روپیہ حضور پُرنور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ تاکہ آپ کسی غیر ملکی زبان میں احمدی مستورات کی طرف سے اس رقم سے قرآن شریف کا ترجمہ شائع کروائیں اور بقیہ چار لاکھ کی رقم لجنہ اماء اللہ کے ہال کی توسیع اور فضلِ عمر جونئیر ماڈل سکول کی عمارت پر خرچ ہوگا۔ اور اس رقم کے خرچ کرنے کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی قائم کی جائے گی۔

ازاں بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت نے بہنوں کے سامنے اس تحریک کو دوہراتے ہوئے ان کو اس طرف توجّہ دلائی کہ بھارت کی تمام لجنات کم سے کم پندرہ ہزار روپیہ اپنی طرف سے اس تحریک میں دیں وغیرہ۔

آخر میں مکرمہ صدرِ جلسہ نے تمام حاضرات کا شکریّہ ادا کیا اور دُعا کرائی اور اس طرح ہمارا یہ جلسہ کامیابی و کامرانی سے اختتام پذیر ہُوا۔ دُعا کے بعد باہر سے آنے والی تمام بہنوں سے "تحریکِ خاص" کے لئے وعدہ جات لئے گئے۔

ممبرات کی حاضری خدا تعالےٰ کے فضل سے تسلّی بخش تھی۔ غیر مسلم خواتین بھی کثیر تعداد میں شریکِ جلسہ ہوئیں جنہیں احمدیّت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اِس جلسہ اور رُوحانی اجتماع کو ہر جہت سے بابرکت کرے اور اسلام و احمدیت کی ترقی اور بہنوں کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنائے اَللّٰھُمَّ اٰمِین بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن۔

خاکسارہ
نذیرہ بیگم
جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

ترسیلِ زر

سے متعلّق ہر قسم کی خط و کتابت مینیجر اخبار بدر کے نام کی جائے۔

ایڈیٹر

قادیان میں یوم جمہوریت کے موقعہ پر پُرجوش تقریب

قادیان ۲۶ جنوری ۔ آج بھارت کا قومی تہوار یوم جمہوریت تھا ۔ ملک کے کونے کونے میں یہ قومی دن منایا گیا ۔ مقامی طور پر قادیان میں میونسپل کمیٹی کے صحن میں قادیان کے شہریوں کی طرف سے یہ تقریب منائی گئی ۔ اس تقریب پر جھنڈا لہرانے کی رسم اور صدارت کے فرائض قادیان کے معزز شہری سردار ستنام سنگھ صاحب نے ادا کئے ۔ دیگر شہریوں کے علاوہ باقاعدہ تنظیم سے اپنی سابقہ روایات کے مطابق جماعتِ احمدیہ کی کثیر تعداد نے اس تقریب میں شرکت کی ۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔ تمام احباب نے تقریب کی جملہ کارروائی کو دلچسپی اور توجہ سے سُنا ۔ اور ساری تقریب میں حاضر رہے ۔

ساڑھے دس بجے جب جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی گئی تو مقامی پولیس کے جوانوں نے جھنڈے کو سلامی دی اور دیگر تمام حاضرین قومی جھنڈے کے اعزاز میں کھڑے رہے ۔ اس وقت چند بچیوں نے قومی ترانہ گایا ۔ اور جلسہ کی کارروائی عمل میں آئی ۔ بہت سے بچوں نے دیش پیار کے گیت سُنائے ۔ اور صدرِ جلسہ اور دیگر ذی ثروت حاضرین نے انعامات کے ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کی ۔ جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کے آغاز سے قبل دو احمدی بچوں نے بھی اس تقریب کے مناسب حال نظمیں سُنائیں ۔ بہت سے مقررین اور شاعروں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنی نظمیں پیش کیں ۔

آخر میں صدرِ جلسہ نے ایک مختصر مگر باموقع صدارتی تقریر کی جس میں اپنے ملک کے لئے ہر طرح کی قربانی کرنے اور اُسے اونچا لے جانے کا عہد کیا ۔ اور بتایا کہ سب کی ملی جُلی کوششوں کے ساتھ ہی ملک کی ترقی اور سربلندی ممکن ہے ۔ اور کہ ہم سب کو پُوری ذمہ داری کے ساتھ ملک کو اونچا لے جانے کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیئے ۔ آپ نے فرمایا ، عنقریب ہونے والے انتخابات کے سلسلہ میں چونکہ سب کو بہت مصروفیت ہے ، لیکن یہ ایک قومی تہوار ہے جو سب کے لئے سانجھا ہے اسلئے اس میں کسی طرح کی اختلافی بات کرنا مناسب نہیں ۔ ہم سب نیک تمناؤں کے ساتھ اس تقریب کو مناتے ہیں ۔ الغرض ساڑھے گیارہ بجے کے قریب یہ سب کارروائی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی ۔ (نامہ نگار)

وزیر اعظم بھارت شریمتی اندرا گاندھی کی قادیان میں تشریف آوری

قادیان ۲۵ جنوری ۔ پنجاب کے وسط المدتی انتخابات کے سلسلہ میں کانگرس کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی مختلف مقامات کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے آج بارہ بجکر ۲۵ منٹ پر قادیان پہنچیں ۔ آپ کے استقبال اور خطاب کے جلسے آئی ۔ ٹی ۔ آئی کی وسیع اور شاندار بلڈنگ میں وسیع پیمانے پر انتظامات کئے گئے تھے ۔ اس موقعہ پر قادیان اور مضافات سے ایک بہت بڑی تعداد اپنے ملک کی خاتون وزیر اعظم کی زیارت اور ان کے خیالات سُننے کے لئے آئی ہوئی تھی ۔ جس کا اندازہ بیس پچیس ہزار کے اندر کیا جاتا ہے ۔ آپ کے ساتھ پنجاب کے صدرِ کانگرس گیانی ذیل سنگھ صاحب بھی تھے ۔ وزیر اعظم نے خصوصیت سے بنائے گئے اونچے ڈائس پر $\frac{1}{2}$۸ منٹ کے لئے حاضرین کو خطاب فرمایا جس میں کانگرس کی خدمات کا مختصراً تذکرہ کرتے ہوئے کانگرسی اُمیدوار کو کامیاب کرنے کی اپیل کی ۔ آپ نے اپنی تقریر جے ہند کے نعرے پر ختم کی ۔ (نامہ نگار)

منظوری ممبران مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء کے لئے مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان کے لئے مندرجہ ذیل ممبر منظور فرمائے ہیں :-

(۱) خاکسار عبدالرحمٰن قادیان — وکیل اعلیٰ و پریذیڈنٹ مجلس تحریک جدید
(۲) مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان — وکیل التبشیر و التعلیم
(۳) " ملک صلاح الدین صاحب قادیان — وکیل المال
(۴) " قریشی عطاء الرحمٰن صاحب قادیان — ممبر
(۵) مکرم منظور احمد صاحب سوز قادیان — ممبر
(۶) " سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ — ممبر
(۷) " سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی — ممبر
(۸) " سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ — ممبر

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں ۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" { فون نمبر { 23—1652 / 23—5222

دوران سال میں جلسے و یوم التبلیغ منانے کے پروگرام

ہر سال مرکز کے زیر اہتمام دورانِ سال میں جماعتیں مندرجہ ذیل تفصیل سے جلسے اور یوم التبلیغ منایا کرتی ہیں ۔ اس سال ۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء میں جلسوں و یوم التبلیغ منانے کیلئے بھی عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ سے درخواست کی جاتی ہے کہ پروگرام کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں میں ان تاریخوں پر جلسے منعقد کرائیں اور یوم التبلیغ منائیں اور کارگزاری کی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھجوائی جاتی رہیں ۔

(۱) جلسہ یوم مصلح موعود — ۲۰ تبلیغ (۲۰ فروری)
(۲) جلسہ یوم مسیح موعود — ۲۳ امان (۲۳ مارچ)
(۳) جلسہ پیشوایانِ مذاہب — ۴ شہادت (۴ اپریل)
(۴) جلسہ سیرت النبی صلعم — ۳۰ شہادت (۳۰ اپریل)
(۵) جلسہ یوم خلافت — ۲۷ ہجرت (۲۷ مئی)
(۶) یوم التبلیغ .... سال میں دو بار
پہلی بار — ۲۹ احسان (۲۹ جون) بروز اتوار
دوسری بار — ۲۶ اخاء (۲۶ اکتوبر) بروز اتوار

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

For all your requirements
in GUM BOOTS

• STRAIGHT HOSES
• TROLLY WHEELS
• EXTRUDED RUBBER SECTIONS
• RUBBER MOULDED GOODS
• RUBBERISED ROLLERS
AS PER CUSTOMER'S SPECIFICATION
PHONE : 24-3272
GLOBE RUBBER INDUSTRIES
10, RAGHURAM SIRCAR LANE,
CALCUTTA-15

خط و کتابت

کرتے ہوئے

ٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

منیجر